کر رہے ہیں اُس کی عظمت کے سبب
برہمن بھی احترامِ مصطفےٰؐ
(کرشن موہن ایم اے)

•

— ہندو شُعرا کا —

نعتیہ کلام

از

فانیؔ مرادآبادی لائلپور

راجہ کشن پرشاد شادؔ، جگن ناتھ آزادؔ ایم اے، عرشؔ ملسیانی مدیر "آجکل"، ساحرؔ ہوشیارپوری ایم اے، ضیاؔ فتح آبادی ایم اے، کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ ڈپٹی کمشنر، ہری چند اخترؔ ایم اے، راجندر بہادر موجؔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، قیسؔ جالندھری، طالبؔ دہلوی، منورؔ لکھنوی، مخمورؔ جالندھری، علامہ زارؔ دہلوی، گلزارؔ دہلوی، چودھری دلورام کوثریؔ، ادیبؔ لکھنوی ایم اے، کرشن موہن ایم اے وغیرہم

کچھ عشقِ پیمبرؐ میں نہیں شرطِ مسلماں
ہے کوثریؔ ہندو بھی طلب گارِ محمدؐ
(چودھری کوثری)

•

ناشر:۔ عارف پبلشنگ ہاؤس لائل پور

باراوّل | تعداد ۱۰۰۰ | قیمت

اِنتساب

میں اپنی اس کاوشِ حیات کو جس میں عقیدت و محبت کے موتی پروئے گئے ہیں ۔ اپنے بزرگ محترم والدِ مکرم قبلہ مولوی **محمد یوسف** صاحب یوسفؔ مرادآبادی مدظلہٗ العالی کے نامِ نامی اسم گرامی سے معنون و منسوب کرتا ہوں کہ جن کی آغوشِ تعلیم و تربیت نے مجھے علمی ، ادبی اور دینی سوجھ بوجھ عطا کی اور جن کی شفقتوں نے مجھے گوناگوں صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ۔ میری زبانِ عاجز ہر لمحہ محترمی والد صاحب کے لئے درازیٔ عمر و بحالیٔ صحت کے لئے مصروفِ دعا رہے گی ۔ خدائے بلند و برتر ان کا سایۂ عافیت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے (آمین)

خادم

فانیؔ مرادآبادی

تعارف

علامۂ عصر حضرت مولانا غلام رسول صاحب مہر مدظلہٗ

رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے مسلمانوں کے عشق و شیفتگی کا صحیح اندازہ کون پیش کر سکتا ہے ! آج مسلمان یقیناً وہ نہیں جو کبھی تھے اور جو انہیں اسلام کی پیروی میں ہونا چاہیئے تھا۔ اوصاف و خصائص کے وہ درخشاں جوہر ماند پڑ گئے ۔ جن کی بدولت انہیں اقوامِ عالم میں امامت کا منصب عطا ہوا تھا ۔ ان کے عقائد و اعمال میں خلل آ گیا ۔ کتاب و سنت سے تمسک کی سابقہ شان قائم نہ رہی ۔ گزشتہ چودہ سو سال میں ان پر سے جن تغیرات کے سیل دن گزر چکے ہیں ۔ ان کے اثرات بالکل عیاں اور نمایاں ہیں ۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے "جواب شکوہ" میں اسلاف و اخلاق کا تفاوت واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا ۔

تم ہو آپس میں غضب ناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا تو کرے پیدا کوئی قلبِ سلیم
تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریرِ کے بھی
یوں ہی باتیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟
خود کشی شیوہ تھا، وہ غیور و خود دار،
تم اخوت سے گریزاں، وہ اخوت پہ نثار،
تم ہو گفتارِ سراپا، وہ سراپا کردار،
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بہ کنار
ابد تک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی،

نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

یہ اب سے نصف صدی پیشتر کا تقابل ہے۔ کیا آج یہ اختلاف یہ تفاوت اور یہ فرق گھٹ گیا ہے؟ میں تو نہیں سمجھتا، کوئی حقیقت شناس یہ کہنے کی جسارت کرے گا کہ اب ہماری حالت کسی قدر بہتر ہو گئی ہے۔ یہی کہے گا۔ کہ اب کچھ اور چیزیں ہم میں آ گئی ہیں۔ جو پہلے موجود نہ تھیں اور انہیں اسلام سے کوئی بھی مناسبت نہیں۔

یہ سب کچھ درست ہے اور حقیقت کا اعتراف ہی کر لینا مناسب ہے۔ اگرچہ اس سے دل کو کتنا ہی صدمہ پہنچے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عشق و محبت میں مسلمانوں کا پایہ آج بھی بہت بلند ہے۔ انہوں نے ہر عزیز سے عزیز متاع، کم یا زیادہ کھوئی۔ ان کی ہر خصوصیت میں ضعف پیدا ہوا۔ وہ ہر اعتبار سے زوال و انحطاط کا ہدف بنے۔ لیکن رحمۃ اللعالمین صلعم سے عشق کا گنج گرانمایہ آج بھی ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ یہ چراغ ان کے سینوں میں آج روشن ہے۔ اس عشق کی بدولت ان کی رگوں میں بہنے والا خونِ حیات آج بھی اتنا گرم ہے گویا اس میں زمانے بھر کی بجلیاں بھر دی گئی ہیں۔ یہی ایمان کی بنیاد و اساس ہے۔ اسی پر ملت کی اصلاح و درستی کے تمام ولولوں، امیدوں اور تمناؤں کا انحصار ہے۔ علامہ اقبالؒ نے "بلادِ اسلامیہ" میں مدینہ منورہ کے متعلق جو یہ کہا تھا ؎

جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں!
صبح ہے ہی اس چمن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں

تو گویا وہی دستاویزِ حیات پیش کی تھی۔ جسے مسلمان اب تک مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ پھر یہی عشق تھا۔ جس کے ترانے اقبالؒ کے کلام کا ایک بنیادی جوہر ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰؐ است　　آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰؐ است

بوریا ممنون خواب راحتش | تاج کسریٰ زیرِ پائے امتش
در جہاں آئینِ نو آغاز کرد! | مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد
از کلیدِ دیں درِ دنیا کشاد | ہم چو او بطنِ امِ گیتی نہ زاد
در نگاہِ او یکے بالا و پست | با غلام خویش بر یک خواں نشست
روزِ محشر اعتبارِ ماست او | در جہاں ہم پردۂ ما ست او
ہستیٔ مسلم تجلی گاہِ او! | طورہا بالد ز گردِ راہِ او!

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
جملہ ہم بندگان و خواجہ اوست

ایک اور مقام پر یوں ترنم ریز ہوئے ہیں :-

زانکہ ملت را حیات عشق اوست | برگ و سازِ کائنات از عشقِ اوست
جلوۂ بے پردہ او در نمود! | جوہرِ پنہاں کہ بود اندر وجود

روح در جز عشق او آرام نیست
عشقِ او روزیست کو را شام نیست

اس عشق کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ اس نے لاکھوں نیک دل غیر مسلموں پر بھی گہرا اثر ڈالا اور ان میں سے جو لوگ ذوقِ شعر رکھتے تھے۔ وہ اپنے شوق سے نعتیں بھی کہتے رہے۔

اسلام ابتدا ہی میں یہاں پہنچ گیا تھا کہ جو مسلمان گیارہ سو سال تک یہاں عزت و اقتدار کے رتبے پر فائز رہے۔ ناممکن تھا کہ اس طویل یکجائی اور مسائگی میں غیر مسلم اسلام سے متاثر نہ ہوتے۔ تاثر مختلف صورتوں میں نمایاں ہوا۔ لاکھوں خوش نصیب آغوشِ اسلام میں آ گئے۔ لاکھوں کے عقائد و افکار میں بنیادی تغیر پیدا ہوا اور خود ان کے اندر زبردست اصلاحی تحریکیں جاری ہو گئیں۔ بے شمار اصحاب ایسے بھی تھے جو اپنے مسلک

پر قائم رہتے ہوئے رسولِ پاک صلعم کے بارے میں ویسے ہی محبت افروز جذبات کو لباسِ شعر پہناتے رہے۔ جیسے مسلمانوں کے سینوں میں ہمیشہ موجزن رہے۔ اگر یہ نعتیں ناموں کی تصریح کے بغیر شائع کردی جائیں۔ تو کسی کو تمیز ہی نہ ہو سکے۔ کہ یہ غیر مسلموں کی کہی ہوئی ہیں۔

کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ غیر مسلموں نے علاقائی زبانوں میں بہ عنوان نعت کیا کچھ کہا اس سلسلے میں غالباً اب تک کوئی چھان بین، کوئی تحقیق اور دریافت کے لئے کوئی سعی و کاوش نہیں کی گئی۔ اردو میں جو کچھ کہا گیا۔ ان کا ایک گراں قدر مجموعہ ملاحظہ گرامی میں پیش ہے اور اس کی پیشکش کے لئے یہ سطریں بطور تعارف لکھی جا رہی ہیں۔

اِس مجموعے کی گردآوری اور ترتیب اور تہذیب کے لئے میرے عزیز دوست جناب فاؔنی مرادآبادی سب کی طرف سے دلی سپاس گزاری کے مستحق ہیں۔ یہ اس اعتبار سے بھی ایک خاص خدمت ہے۔ کہ غیر مسلموں کا نعتیہ کلام یکجا ہو گیا۔ اِس لحاظ سے بھی شایانِ کارنامہ ہے کہ یہ ہمارے بھائیوں کے اردو نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

اِس کی فراہمی میں موصوف کو جو محنت برداشت کرنی پڑی۔ اس کا صحیح اندازہ وہی اصحاب کر سکتے ہیں۔ جنہیں خود اِس قسم کے اہم کام انجام دینے کا تجربہ ہے۔ یہ نعتیں یا تو مختلف مشاعروں میں پڑی گئی ہوں گی یا مختلف اخباروں یا رسالوں میں چھپی ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ اس بکھرے ہوئے کلام کو یکجا کرنا بے حد مشکل تھا۔

یقیناً یہ پورا مجموعہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو کچھ غیر مسلموں نے اردو میں بہ عنوانِ نعت کہا۔ وہ سب اس میں آگیا۔ اغلب ہے سینکڑوں نظمیں مقامی حلقوں سے باہر ہی نہ آئی ہوں۔ کہ قدرے وسیع حلقے ان سے روشناس ہو سکتے۔ یا ان کی تلاش میں تگ و دو کی گنجائش پیدا ہوتی۔ لیکن اتنا بڑا مجموعہ بھی آج تک فراہم نہ ہوا۔ چنانچہ یہ ہے۔ اگر اسے مزید سعی و تلاش کے لئے ایک بنیاد بھی قرار دے لیا جائے۔ تو بھی یہ بہر حال قابلِ قدر اور مستحقِ تحسین ہے۔

پر معاملہ نعت کا تھا۔ جس کی حدود شناسی کا مسئلہ نہایت نازک ہے۔ عرفی نے ٹھیک کہا تھا کہ :-

عرفی مشتاب، ایں رہِ نعت است، نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را!

یہاں تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے۔ یہ نہیں کہ صحرا میں چلے جا رہے ہیں جہاں چاہا اور جدھر چاہا۔ قدم بڑھا دیا۔ مزید برآں یہ غیر مسلموں کا کلام تھا۔ جن سے اُمید ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ وہ حقیقی حدود کا خیال رکھ سکیں گے۔ جناب فائق نے اس مجموعے میں یہ امر بھی پیشِ نظر رکھا۔ کہ حتی المقدور کوئی شعر یا نظم حدود سے متجاوز نہ ہو۔ میں نے جو چند نظمیں دیکھیں۔ وہ تو بہت اچھی تھیں۔ غرض ترتیب کے ساتھ ساتھ تہذیب کا فرض بھی میرے عزیز دوست نے مناسب طریق سے سرانجام دیا۔

سب سے آخر میں یہ غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے دلی محبت و خلوص کا ایک قیمتی ارمغاں ہے۔ جو مسلمانوں کے سامنے پیش ہوا ہے۔ کلام پڑھیں گے۔ تو خود بخود اندازہ ہوتا جائے گا۔ کہ کہنے والوں نے جو کچھ کہا، دلی تڑپ اور خلوص سے کہا مجموعے میں ہر درجے کی چیزیں ہیں۔ میرے لئے مناسب نہیں کہ ان میں امتیاز پیدا کروں۔ میری نظر ان مخلص، حق شناس، اور محبت پرور قلوب پر ہے جن میں ہمارے آقا و مولا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے لئے ایسے پاکیزہ اور ولولہ افروز جذبات پیدا ہوئے اس بنا پر اس ارمغاں کو بہت بیش بہا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے عزیز دوست جناب فائق کو خوش نصیب جانتا ہوں کہ وہ اس ارمغاں کی ترتیب و تہذیب سے شرف اندوز ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ان کا اور اس عاجز کا حامی و ناصر ہو

مہرؔ

پیش لفظ

از قلم معجز رقم حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی ایم۔ اے و فاضل
دیوبند ایڈیٹر رسالہ "برہان" دہلی و صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی۔ علیگڑھ

خورشید جہاں تاب جب طلوع ہوتا ہے تو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی کرنیں گرتی ہیں۔ مگر وہی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو گرمی اور روشنی کی قدر و قیمت اور زندگی کے لئے ان کی اہمیت و ضرورت کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس کے برخلاف وہ لوگ جو شپرہ چشمی کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں۔ وہ اس سے چوروں کی طرح بھاگتے اور چھپتے پھرتے ہیں۔ بس بالکل یہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ رحمۃ اللعالمین بنکر تشریف لائے تھے۔ اس حیثیت سے آپ نے عالم انسانیت پر جو عظیم احسانات کئے ہیں۔ کوئی شخص بھی بشرطیکہ عناد و تعصب نے اس کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر دیا ہو۔ آپ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ ان احسانات اور ذاتی اوصاف و کمالات نے حضورؐ کی شخصیت کو اس درجہ دلکش اور محبوب بنا دیا ہے۔ کہ کسی شخص پر اس شخصیت کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی پڑ جاتی ہے اور طبیعت کی سلامتی اس کی رفیق ہوتی ہے۔ تو اس کے دل و دماغ بے اختیارانہ طور پر اس شخصیت کے لئے عظیم احترام و محبت کے جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں اور اگر وہ شاعر بھی ہوتا ہے تو یہی جذبات منظوم مدح کا جسے اصطلاح میں نعت کہتے ہیں۔ روپ دھار کر زبانِ قلم سے تراوش پانے لگتے ہیں:۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ نیک دل ہندو حضرات نے بھی حضورؐ کی شان میں کثرت سے نعتیں لکھی ہیں اور جس طرح مسلمانوں میں حضرت محسن کاکوروی، اور مضطر خیر آبادی نعت گوئی میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں، سکھوں میں بھی بعض خاص شاعر ہیں۔ جو اس صنف میں کمال رکھتے ہیں۔ یہ نعتیں وقتاً فوقتاً

رسالوں اور اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں - قارئین انہیں پڑھتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں - لیکن ان سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ ہندو دوں سکھوں میں بھی نعت گو شعراء کس کثرت سے پیدا ہوئے ہیں اور اس میدان میں بھی انہوں نے سخن گستری کے کیسے کیسے جوہر دکھائے ہیں -

اس بناء پر ہمیں جناب فانی مراد آبادی کا شکر گزار ہونا چاہیئے - کہ موصوف نے کئی برس کی محنت اور تلاش کے بعد قدیم اور جدید ہندو سکھ شعراء کی تقریباً اڑھائی سو (۲۵۰) نعتیں جمع کی ہیں اور بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب یہ مجموعہ ہر جہت مکمل ہے - اور اسی بناء پر فانی صاحب مراد آبادی کا یہ کارنامہ ایسا ہے کہ تاریخ ادب اردو میں ہمیشہ ہمیشہ ان کا نام باقی رکھے گا -

اب نامناسب نہ ہوگا - اگر اس کتاب کے نعتیہ کلام پر مختصر سا تبصرہ بھی کر دیا جائے ارباب نظر جانتے ہیں کہ شاعری کی تمام اصناف میں سب سے زیادہ مشکل صنف نعت گوئی ہے - کیونکہ اس راہ میں عقل، شرع اور جذبات ان تینوں میں مطابقت رکھنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے - یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کوچے میں قدم رکھا ہے - ان میں سے چند اشخاص کو ہی شہرت و ناموری حاصل ہو سکی ہے - ورنہ عموماً ہوتا یہ ہے کہ یہ اشعار پھیکے ہوتے ہیں اور ان میں وہ دلبرشتگی اور گرمی نہیں ہوتی - جو عام طور پر اچھی غزلوں میں پائی جاتی ہے اور اگر گرمی ہوتی ہے - تو اشعار بعض اوقات حدود شرع سے متجاوز ہو جاتے ہیں - علاوہ ازیں نعتیں اس کثرت سے لکھی گئی ہیں - کہ اب اس میدان میں کوئی اُپج کرنا امر محال نہیں تو سخت دشوار ضرور ہے - چنانچہ مولانا حبیب الرحمٰن خانصاحب شیروانی مرحوم جو حسرت تخلص کرتے تھے - ان کی نسبت جب حضرت مولانا شبلی علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ نعت گوئی پر مائل ہیں - تو مولانا نے اُن کی ہمت افزائی نہیں کی - اس بناء پر جن ہندو سکھ شعراء نے اس راہ میں قدم رکھا ہے اور اس کی ذمہ داریوں سے کامیابی کے ساتھ گزر گئے ہیں - وہ لائق تحسین اور قابل داد

ہیں ۔ مثلاً اشعارِ ذیل ؎

کیوں سر کٹے بی نہ اُس پہ چلیں مہر و مہ کہ چرخ
پامال بادِ پائے رسولِ غیور ہے !!
نالوں نے دی جو زحمتِ تشریف آوری
عاشق کی یا حبیب ، معافی ضرور ہے

(ساقی جبل پوری)

پربھو دیال صاحب لکھنوی جنہوں نے اپنا تخلص ہی عاشق رکھ لیا تھا متعدد نعتیں لکھی ہیں اور حق یہ ہے کہ خوب لکھی ہیں ۔ ان میں حسنِ الفاظ اور عبارت کی برجستگی کے علاوہ حُبِ نبوی کا شعلۂ خاکسترِ دل میں سلگتا ہوا بھی نظر آتا ہے ۔ ایک جگہ کہتے ہیں ؎

بادشاہ دوسرا کون ؟ کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیاء ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ ، میرے حضرت کے سوا (عاشق لکھنوی)

عرش ملسیانی ۔ جگن ناتھ آزاد ۔ ساحر ہوشیار پوری ۔ تلوک چند محروم ۔ قیس جالندھری ۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ۔ طالب دہلوی ۔ ضیا فتح آبادی ۔ منوّر لکھنوی ۔ علامہ زار دہلوی ۔ کرشن موہن اور اکمل جالندھری موجودہ شاعروں میں اور مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد ۔ چودھری دلو رام کوثری پرانی نسل والوں میں بڑے نامور اور صاحب فن شاعر ہیں ۔ اسی لئے یہ حضرات جو بات بھی کہیں گے سخن ورانہ طور پر کہیں گے ۔ لیکن دل کا سوز اور جگر کی آگ اشعار میں الگ سے محسوس ہوتی ہے ۔

مثلاً یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

نشہ ہے وہ ان کو جو اترتا ہی نہیں ہے　　توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ
دیکھے جو تحیر کو مرے عشقِ نبیؐ میں　　سکتے میں رہے نرگسِ بستانِ مدینہ

(سرکشن پرشاد شادؔ)

کچھ عشقِ پیمبرؐ ہی نہیں شرطِ مسلماں
ہے کوثریؔ ہندو بھی طلبگارِ محمدؐ　　(چودھری کوثریؔ)

نگاہوں پہ جادو، دلوں پہ تسلط ! !　　جمال اللہ اللہ، جلال اللہ اللہ
اُتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے　　نبوت کا اوجِ کمال اللہ اللہ

(عرشؔ ملسیانی)

سلام اُس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں !
سلام اُس پر جو ہے آسودہ، زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

(جگن ناتھ آزادؔ)

دولتِ دنیا کی اس زردار کو خواہش نہیں
مل گیا جس کو خزانہ آپ کے دیدار کا　　(ساحرؔ ہوشیارپوری)

ہے روحِ بشر اس کے تجسس میں ازل سے
جس حسن کے ہیں پردہ کشا جامیؔ و عطارؔ　　(تلوک چند محرومؔ)

مجھ کو طلب نہیں ہے کبھی خضرِ راہ کی
جب تک ہے میرے ہاتھ میں دامانِ مصطفےٰ
محشر کے روز اُمتِ عاصی کی مغفرت
شاہانِ مصطفےٰ ہے یہ ارمانِ مصطفےٰ ! (قیس جالندھری)

رسائی تا بہ درِ شاہِ دو جہاں ہو اگر
یہی فقیر فلک احتشام ہو جائے
حبیب پاک بلالیں اگر مجھے تو سحرؔ
مری رسائیٔ طالع کا نام ہو جائے

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ)

یہ ذاتِ مقدس تو ہر انساں کی ہے محبوب
مسلم ہی نہیں وابستہ دامانِ محمدؐ
طالبؔ اُسے انسان کبھی کہنا نہیں زیبا
جو مردِ مسلماں نہیں شایانِ محمدؐ ! (طالبؔ دہلوی)

یہ رازِ زندگی روشن کیا تو نے زمانے پر
کہ بنتا ہے مکمل آدمی حق کی عبادت سے
اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تری اُمت
کوئی اُمت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری اُمت سے (ضیا فتح آبادی)

گو مسلماں میں نہیں پر قائلِ اسلام ہوں
کیونکہ مردانِ خدا کا بندۂ بے دام ہوں (منور لکھنوی)

جو یہ مکہ و کعبہ فرش ہے تو مدینہ قبلۂ عرش ہے!
کہ یہیں وہ جلوۂ شانِ حق ۔ ہے خدا سے راز و نیاز میں (علامہ زار دہلوی)

کر رہے ہیں اس کی عظمت کے سبب
برہمن بھی احترامِ مصطفیٰ ! (کرشن موہن)

قرآنِ پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
کتنی کٹھن بلندیوں پہ رسائی جناب کی (اکمل جالندھری)

اس مجموعہ میں چند نعتیں فارسی زبان کی بھی شامل ہیں ۔ ذرا ان کا انداز بھی دیکھتے چلیے ؎

چہ پرسی زمرگ و حیاتم؟ چہ پرسی؟
فراقِ محمدؐ، وصالِ محمدؐ (نفیس جالندھری)

ملائک دست بستہ ۔ عرش و کرسی لطف آمادہ
محمدؐ صدرِ محفل بود شب جائے کہ من بودم
زمحفل دیدم و نے محفل آرائے دگر دیدم
جہاں یک جانِ محفل بود شب جائے کہ من بودم (عرش ملسیانی)

یہ اشعار یونہی بغیر کسی ترتیب کے منتخب کر کے بطورِ نمونہ نقل کر دیئے گئے ہیں ورنہ آپ اس کتاب کو پڑھیں گے ۔ تو بہتر سے بہتر اشعار نظر آئیں گے ۔
ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس نعت گو شعراء کی فہرست میں عورتیں بھی نظر آتی ہیں اور ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نعت محض برائے بیت

نہیں لکھی بلکہ دل کے تقاضوں سے مجبور ہو کر لکھی ہے۔ اسی وجہ سے ان اشعار پر اثر بھی ہے اور بے ساختگی و طرفگی بھی۔

جناب فانی مراد آبادی کی یہ خدمت صرف ادبی ہی نہیں ہے بلکہ بڑی حد تک سماجی بھی ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت کا ہندو اور مسلمانوں کے آپس کے تعلقات پر بڑا خوشگوار اثر ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کو حسن قبول عطا فرمائے اور مرتب کو محنت و شوق کا صلہ ملے۔ آمین

سعید احمد اکبر آبادی

(مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ)

میکگل یونیورسٹی۔ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز (کینیڈا)

۲۷۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ

عرضِ مؤلف

یوں لائے واں سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈ کر
دیکھا جہاں کہیں کوئی ٹکڑا ، اُٹھا لیا

یہ کتاب "ہندو شعراء کا نعتیہ کلام" میرے ایک طویل عرصہ کے مطالعہ اور تحریر و جستجو کا نتیجہ ہے ۔ دورانِ مطالعہ متفرق اور متعدد کتب ، رسائل و جرائد میں بعض بعض مقامات پر مجھے ہندو ، سکھ شعراء کی تحریر کردہ نعتوں کے دلکش اور نادر نمونے نظر آئے یا ہاکہ ان منتشر جواہر ریزوں اور تاریخی شہکاروں کو ایک ہی لڑی میں منسلک کردوں اور ان بکھرے ہوئے دانوں کا ایک چھوٹا سا خرمن بنا دوں ۔ میں نے ان کو ترتیب دینا شروع کیا اور ہر چند کہ ملازمت اور دیگر ذمہ داریوں کی وجہ سے بہت کم وقت ملا مگر جب ان سب کو مرتب کر چکا تو وہ نعتیں اس قدر کم تھیں کہ میں مطمئن نہ ہو سکا ۔ میں چاہتا تھا کہ اس مجموعہ میں ماضی و حال کے تمام ہندو سکھ شعراء کی نعتیں یکجا ہو جائیں ۔ اور یہ مجموعہ ہر پہلو سے مکمل ہو ۔ چنانچہ اس سلسلے میں جدید ہندو سکھ شعراء کو نجی بذریعہ خط و کتابت شرکت کی دعوت دی گئی اور میری امید سے کہیں زیادہ ہندو سکھ شعراء نے تعاون کیا اور نعتیں ارسال کیں ۔ وہ سب میرے شکریہ کے مستحق ہیں ۔ خصوصاً جناب کرشن موہن ایم ۔ اے (انکم ٹیکس آفیسر) دہلی ۔ جناب تپش جالندھری ہوشیار پور ، جناب ساحر ہوشیارپوری ایم ۔ اے دہلی اور جناب مہرج فتح گڑھی بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ فتح گڑھ ۔ کہ جنہوں نے خاص دلچسپی لی ۔ جن کا میں انتہائی شکرگزار ہوں ۔ مگر چند حضرات ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے باوجود بارہا یاددہانی کے نعتیں بھیجنا تو درکنار جواب تک دینے کی زحمت بھی گوارا نہ فرمائی ۔

نیز جناب خوشتر گرامی ایڈیٹر رسالہ "بیسویں صدی" دہلی ۔ جناب امریک آنند صاحب ایڈیٹر رسالہ "پگڈنڈی" امرتسر ۔ جناب ڈاکٹر منوہر سہائے انور ایم اے پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ لٹ صدر شعبہ اردو ۔ فارسی ۔ عربی دتی کالج دہلی ۔ اور جناب

طالب دہلوی صاحب بی۔ اے کا بھی ممنونِ احسان ہوں کہ جنہوں نے اس مجموعے کی ترتیب پر اظہارِ مسرت فرماتے ہوئے ہندوستان کے ہندو۔ سکھ شعراء کے پتوں کی حصولیابی میں کافی مدد دی۔

ناشکر گزاری ہوگی کہ اگر میں اپنے کرم فرما مخدوم و مکرم حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی۔ ایم۔ اے ایڈیٹر رسالہ "برہان" دہلی وصدر شعبہ علومِ اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جنہوں نے باوجود مشاغلِ کثیرہ اور عظیم ذمہ داریوں کے خصوصاً اس دورانِ سفر جب کہ آپ میگل یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کی دعوت پر ایک سال کے لئے مونٹریل (کینیڈا) روانہ ہو چکے تھے مجموعہ کے لئے پیشِ لفظ تحریر فرمایا۔

میرے لئے یہ انتہائی فخر کا باعث ہے کہ برعظیم پاک و ہند کی ایک مسلّم الثبوت اور قابلِ صد احترام ہستی (جن کا احترام کاغذ پر ہی نہیں بلکہ دلوں میں جاگزیں ہے) اور ذمہ دار صاحبِ قلم حضرت مولانا غلام رسول صاحب مہر مدظلہ العالی نے اس ... عدیم الفرصتی اور پیرانہ سالی کے عالم میں جس خلوص اور محبت سے تعارف لکھا ہے وہ میرے لئے ناقابلِ فراموش ہے اور ان کا جتنا بھی شکر گزار ہوں۔ کم ہے۔

اپنے برادرِ معظم حضرت مولانا عبد الدیان صاحب ہیڈ ٹیچر سرگودھا اور جناب رانا عبد الجبار صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ مغربی پاکستان زرعی یونیورسٹی لائل پور کا بھی ممنونِ احسان ہوں کہ جنہوں نے اس میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے اس کی ترتیب و تدوین میں مجھے اپنے بیش قیمت مشوروں سے نوازا۔

اپنے محب و مکرم جناب مرزا عبد الحق صاحب بی۔ اے یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ لائل پور (کہ جن کی جد و جہد اور تگ و دو سے مولانا مہر صاحب نے تعارف لکھا اور نہ میری وہاں تک رسائی کہاں) کا بھی صد درجہ شکر گزار ہوں کہ جن کی مساعی جمیلہ سے یہ کتاب مکمل ہوئی۔

سب سے آخر میں میں جناب ممتاز حسن صاحب مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بنک

آف پاکستان و جناب آغا حسن عابدی صاحب جنرل منیجر یونائیٹڈ بنک و جناب شجاعت علی صاحب حسنی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان کراچی کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ کہ ان حضرات نے کتاب کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور مالی اعانت سے نوازا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری اس محنت و شوق کو حسنِ قبولیت عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں یہ کتاب آخرت میں میری اور تمام حضرات کی نجات کا باعث بن سکے۔ آمین

فانیؔ (مراد آبادی)

محلہ خالصہ کالج ۔ لائل پور

۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء

۲۸۔ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

حمد

ہز ایکسی لینسی مہاراجہ یمین السلطنت سر کشن پرشاد صاحب بہادر شاد آنجہانی کے۔سی۔

آئی۔ای سابق صدر اعظم باب حکومت آصفیہ، حیدرآباد دکن

اُس نے کہا کعبہ ترا؟ میں نے کہا چہرا ترا
اُس نے کہا چہرا ترا؟ میں نے کہا جلوا ترا!

اُس نے کہا جینا ترا؟ میں نے کہا ہستی تری
اُس نے کہا مرنا ترا؟ میں نے کہا پردا ترا

اُس نے کہا کیا کام ہے؟ میں نے کہا ہر وقت دید
اُس نے کہا کیا شغل ہے؟ میں نے کہا سودا ترا

اُس نے کہا کیا کفر ہے؟ میں نے کہا گیسو ترے
اُس نے کہا اسلام کیا؟ میں نے کہا چہرا ترا

اُس نے کہا دل کیا ہوا؟ میں نے کہا تو نے لیا!
اُس نے کہا کیا چور ہوں؟ میں نے کہا غمزا ترا

اُس نے کہا مقصد ترا؟ میں نے کہا تو ہی تو ہے
اُس نے کہا قسمت تری؟ میں نے کہا نقشا ترا

اُس نے کہا خدمت تری؟ میں نے کہا ہے بندگی
اُس نے کہا کیا نام ہے؟ میں نے کہا بندا ترا

اُس نے کہا وہ کون تھا؟ خلوت میں خواہانِ وصال؟
میں نے کہا وہ شاد تھا، عاشق ترا شیدا ترا

ان اشعار میں جس بلیغ طریقہ پر معزز ناظم نے خداوند تعالیٰ کی حمد کی ہے وہ قابل صد تحسین ہے
(فانی مرادآبادی)

نعت

جناب سردار کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ ڈپٹی کمشنر سنگرور (مشرقی پنجاب)

نعت خوانِ سرورِ کون و مکاں ہوتا ہوں میں
دیکھنا، روح الامیں سے ہم زباں ہوتا ہوں میں

رات دن جس آستاں پر ہیں ملائک سجدہ ریز
بارہا اوجِ تخیل سے وہاں ہوتا ہوں میں!

اے وفورِ شوق و فرطِ بےخودی، ٹھہرو ذرا!
بندگی سے سجدہ ریزِ آستاں ہوتا ہوں میں!

سرورِ کون و مکاں پر بھیجتا ہوں صد درود
اِس طرح شیریں سخن، رطب اللساں ہوتا ہوں میں

عجز سے پابوس ہوتی ہے حیاتِ جاوداں
جب فدائے نامِ شاہِ انس و جاں ہوتا ہوں میں

جب کبھی جاتے ہیں مل کر سوئے طیبہ خوش نصیب
کارواں کے ساتھ گردِ کارواں ہوتا ہوں میں

دِل میں اُٹھتی ہے جو یادِ ہادیٔ اعظمؐ سحرؔ
اپنے دل کے شوق سے ہمداستاں ہوتا ہوں میں

سیرت نبویؐ کی ایک مثال

از جناب پروفیسر تلوک چند صاحب محروم (دہلی)

پورا نام:- تلوک چند محروم　　**تخلص:-** محروم

عمر:- اسّی سال　　**تعلیم:-** بی۔اے

پیشہ:- ۱۹۰۸ء سے ۱۹۵۸ء تک، درس و تدریس۔

تصانیف:- (۱) گنجِ معانی (۲) رباعیاتِ محروم (۳) نیرنگِ معانی (۴) شعلہ نوا (۵) کاروانِ وطن (۶) بہارِ طفلی۔ پہلے مجموعہ کلام پر ۱۹۱۲ء میں پنجاب گورنمنٹ نے انعام دیا اور دوسری بار ۱۹۶۲ء مارچ میں مشرقی پنجاب گورنمنٹ نے نقد انعام، خلعت اور ایڈریس سے عزت افزائی کی۔

(۱)

روایت ہے کہ حضرت ایکدن مسجد میں بیٹھے تھے　　بیاں فرما رہے تھے خوبیاں مردِ مسلماں کی
صحابہ تھے ہمہ تن گوش ارشاداتِ عالی پر　　کہ خطِ روح اک اک بات تھی اس فخرِ دوراں کی

(۲)

جنازہ اک یہودی کا اسی جانب سے آ نکلا!　　فضا اٹی ہوئی تھی نالہ و فریادِ پیہم سے
نہیں معلوم تھا یہ نعش ہے اک نا مسلماں کی　　کہ بیگانہ ہے مسلم زار نالی اور ماتم سے

(۳)

مگر پھر بھی اُٹھا انسانیت کا درد پہلو میں　　ہویدا ہو گئے آثارِ رقت روئے تاباں پر
ہوئے استادہ فوراً پاس سے میت جب آ گزری　　کیا وہ فرض ادا ہوتا ہے انساں کا جو انساں پر

(۴)

صحابہ نے تعجب سے یہ پوچھا یک زباں ہو کر　　ہماری فہم میں آئی نہیں یہ بات، یا حضرت
مر گیا مرنیوالا ایک کافر اور مشرک تھا　　کہ جس کی روح تھی پروردۂ ظلمات یا حضرت

(۵)

لیے تعظیم دی ہے آپ نے کیوں اس طرح اُٹھ کر
ہوئے ہیں آپ کے چہرے سے کیوں غم کے نشاں ظاہر

وہ تھا مُردود لوگوں دور راہِ حق پرستی سے
زمانے پر ہیں اس کے اعتقاداتِ نہاں ظاہر

(۶)

یہ فرمایا مجھے معلوم ہے وہ نا مسلماں تھا
میسر ہو سکی اس کو نہ توفیقِ خداوندی

مگر اس بات سے انکار ہرگز ہو نہیں سکتا
اُسی جاں آفرینِ پاک کی مخلوق تھا وہ بھی

(۷)

اُسی کے رحم کے سائے میں اس نے پرورش پائی
اُسی کے لطف سے اُس نے بسر کی زندگی ساری

ہمارا اور اس کا ایک خالق، ایک آقا ہو
تو لازم تھا کہ اس سے کیجئے اظہارِ غم خواری

(۸)

صحابہ محوِ حیرت ہو گئے یہ گفتگو سن کر
نہ کیونکر دلنشیں ہوتا جواب پُر اثر ایسا

بجا لائے خدا کا شکر بے اندازہ یہ کہہ کر
زہے قسمت کہ ہم کو مل گیا ہے رہبر ایسا

(۹)

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک ہو بشر وہ جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
نسیمِ جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے

نعت

پنڈت بال مکند عرش ملسیانی، ایڈیٹر "آجکل" دہلی۔

حاملِ جلوۂ ازل، پیکرِ نورِ ذات تُو!
شانِ پیمبری سے ہے سرورِ کائنات تُو

فیضِ عمیم سے ترے قلب و نظر کی وسعتیں
مومنِ حق پرست کا حوصلۂ نجات تُو

تیرے عمل کے درس سے گرم ہے خونِ ہر بشر
حسنِ نمودِ زندگی رنگِ رُخِ حیات تُو

عقدہ کشائے این و آں نور فزائے ہر مکاں!
قبلۂ اہلِ دل ہے تُو، رونقِ شش جہات تُو

شانِ بشر کا منتہا، خالقِ دہر کا حبیب!
مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تُو

موردِ التفات ہم تری نوازشات سے
ذاتِ خدائے پاک سے واقفِ نوازشات تُو

قلب و نظر کے راز سب دہر پہ منکشف ہوئے
ذرحِ جہانِ راز تُو، جانِ مکاشفات تُو

کس کا ہے ظرف یوں لٹے شوق کا گنجِ شائگاں
کھول کے ہم پہ رکھ گیا، قلب کے واردات تُو

مدح سرائے مصطفےٰ ہے تو عمل بھی چاہیئے
عرشؔ جو ہو سکے تو ہو عزم میں پُر ثبات تُو

سلام

جناب کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ

تصوّر بے پناہی میں ہو یکتا — تخیّل ہو سراسر عرش پیما

صدائیں نکلیں سازِ تارِ جاں سے — زمینِ شعر اترے آسماں سے

پھر اپنی روح سے کاغذ بناؤں — قلم طوبیٰ کی شاخوں سے منگاؤں

مدد لوں قلب کی ضو پاشیوں سے — سجاؤں نو بہ نو نقاشیوں سے

وفورِ شوق میں پھر والہانہ — کروں عرض سلامِ عاشقانہ

سلام اے رہبرِ عالم پناہے — بدنیا و بعقبیٰ بادشاہے !

سلام اے مظہرِ انوارِ ایزد — سلام اے خلقتِ عالم کے مقصد

سلام اے ناخدائے کشتیِ دیں — سلام اے عشق را قانون و آئیں

سلام اے رہبرِ گم کردہ راہاں — سلام اے ماحیِ عیب و گناہاں

سلام اے معرفت کی مے کے ساقی — سلام اے جلوۂ انوارِ باقی

سلام اے دل کے اندر بسنے والے — سلام اے سب حسینوں سے نرالے

سلام اے درد پیدا کرنے والے — سلام اے سب کو اپنا کرنے والے

سلام اے مونس اپنے غمزدوں کے — سلام اے مالک چھوٹوں کے بڑوں کے

سلام اے جنّتِ طیبہ کے باشی — سلام اے غمزۂ جنوں ہاشمی !

سلام اے صاحبِ جود و عطایا — سلام اے سب کے مولیٰ سب کے آقا

سلام اے کہنے والے فقر فخری — سلام اے بیکسوں کے یار و حامی

ملے عزِّ قبولیت کہ مولیٰ

یہ نذرانہ ہے اک عاجز سحرؔ کا

سرداروں کا

مسلولۂ سرکشن پرشاد صاحب شادؔ کے۔بی۔آئی۔ای۔

کانِ عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نامِ محمدؐ اپنا رکھا، سلطان بنا سرداروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے، جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر تیرا ہر لب پر جاری، دلدار بنا دلداروں کا
رُوپ ہے تیرا رتی رتی، نور ہے تیرا پتی پتی!
مہر و مہ کو تجھ سے رونق، نور بنا سیاروں کا
تیرے عرق میں گُل کی بُو، قامت تیرا سروِ جو
بس گئیں کلیاں طیبہ کی، بھاگ کھلا گلزاروں کا
اُمیؐ تُو سب کہتے تھے، علمِ لدنی کا تھا علم!
راز بھرا تھا سینے میں، قرآن کے تیسوںؐ پاروں کا
بوبکرؓ و عمرؓ۔عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملت کے!
کثرتِ وحدت میں ہے جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا
کسبِ تجلّے کرتے تھے چاروں ایک ہی مُہرِ نبوت سے
بخت رسا تھا بُرجِ شرف میں تیرے چاروں یاروں کا
بادۂ عرفاں دیتا ہے ساقیِ وحدت کے میخانے سے
شادؔ مقدر فضلِ خدا سے جاگا اب میخواروں کا!

نبیؐ کی فضیلت

ممتاز الشعراء منشی پیارے لال صاحب رونق دہلوی

تم وہ ہو حق نے بنایا جن کو شاہِ انبیاء — تم وہ ہو بالا ہے سب نبیوں میں جنکا مرتبہ!
تم وہ ہو جن کو شرف معراج کا حاصل ہوا — تم وہ ہو عرش بریں زینہ ہے جسکے بام کا

نیّرِ برجِ شرف ہو آسمانِ معرفت
منکشف تم سے ہوا رازِ نہانِ معرفت

تم وہ ہو جن کے سبب توقیر ہے اسلام کی — جلوہ شانِ اَحد تصویر ہے اسلام کی!
ہر طرف پھیلی ہوئی تنویر ہے اسلام کی — تم سے ہی چمکی ہوئی تقدیر ہے اسلام کی

تم نے احکامِ شریعت کا دکھا کر آئینہ
ہر دلِ تاریک میں اک نور پیدا کر دیا

ہادیٔ دینِ متیں ہو تم محمدؐ مصطفےٰ — باعثِ صد فخر ملت رہنما و پیشوا
لکھ دیا حق میں تمہارے حق نے لولاک لما — تم نہ ہوتے تو نہ بنتے یہ کبھی ارض و سما

تم سے قائم ہے جہاں میں یہ جہانِ بیکراں
اس سے پہلے نام کو بھی کچھ نہ تھا نام و نشاں

تم وہ ہو چرخِ رسالت کے درخشاں آفتاب — نورِ عالم تاب کا جس کے نہیں کوئی جواب
دیکھ کر بزمِ جہاں میں رنگِ حُسنِ انتخاب — شرم سے خورشیدِ محشر ہے لئے منہ پہ نقاب

تم وہ ہو ظلمت مٹا دی دم میں کفر و شرک کی
مشعلِ توحید کی سب کو دکھا کر روشنی

حق تو یہ ہے حق پرستی کا بتا کر راستہ — کر دیا باطل پرستانِ جہاں کو حق نما
ذاتِ اقدس ہے تمہاری مظہرِ صدق و صفا — بن گئے ناآشنا بھی رازِ وحدت آشنا

تھا وجودِ پاک تلقینِ ریاضت کے لئے
تم یہاں آئے تھے امت کی شفاعت کیلئے

ہو سکے وصفِ حمیدہ کا تمہارے کیا بیاں — کہہ نہیں سکتی ہے توصیف و کرم کی زباں
خوبیٔ ذاتِ مقدس ہے زمانے پر عیاں — ہیں فدا سب آپ کی شانِ رسالت پہ یہاں

تم شہِ ہر دو سرا ہو یا حبیبِ کبریا
تم سا پیدا ہی نبیؐ کوئی نہ ہوگا دوسرا

کفر است انکارِ محمدؐ

بابو رگھنندن کشور صاحب شوقؔ رامپوری

ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ بی ۔ ایڈوکیٹ رامپور (یوپی)

بہ یثرب شوقِ دیدارِ محمدؐ — منم ہر لحظہ بیمارِ محمدؐ
بہ یثرب چوں رسم مژگانِ خود را — کنم جاروبِ گلزارِ محمدؐ
جبینم صرفِ سجدہ تا بہ محشر — زبانم محوِ اذکارِ محمدؐ
ملائک را نیارم در نگاہے — شوم گر کفش بردارِ محمدؐ
ز جبریلِ امیں سبقت ربودہ — شبِ معراج رفتارِ محمدؐ

منم اے شوقؔ بیگانہ ز اسلام
مگر کفر است، انکارِ محمدؐ

سلام

جگن ناتھ آزاد ایم۔ اے چیف انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا (دہلی)

سلام اس ذاتِ اقدس پر، سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم نصیبوں کا
رہا جو بیکسوں کا آسرا، مشفق غریبوں کا

مددگار و معاون بے بسوں کا، زیر دستوں کا
ضعیفوں کا سہارا اور محسن حق پرستوں کا

سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمیں بن کر
پیامِ دوست لے کر، صادق الوعد و امیں بن کر

سلام اس پر کہ جس کے نور سے پر نور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا

سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لیے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹوں میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانہ سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی!

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہی زیرِ قدم جس کے شکوہ و شانِ خاقانی

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضریٰ
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اس پر کہ جس نے ظلم سہہ سہہ کر دعائیں دیں
وہ جس نے کھا کے پتھر گالیاں اس پر دعائیں دیں

سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا، آزاد کی رنگیں بیانی کا!

حقیقت لباسِ مجاز میں

نتیجۂ فکر شاعرِ شیریں گفتار جناب پنڈت تربھون ناتھ صاحب زتشی دہلوی
تخلص زار، پروفیسر اندر پرستھ گرلز کالج - دہلی -

ہوئی خود حقیقت مختفی، تھی جلی لباسِ مجاز میں
نظر آئی جس کی ضیائے ضو جسدِ قریشِ حجاز میں

ہوا رونما، جلوہ ترا جو احد سرائے طراز میں
تو چھپائے احمدِ پاک کے نہ چھپا وہ میم دراز میں

ہوا نشرِ ذاتِ صفات میں رہا حق نہ پردۂ راز میں
ہوئے لات اور منات رد، گئے پھیکے لبل و براز میں

نہ تھی خود سرائی و خود سری تو محمدؐ ہمہ ناز میں!
تھا وہ عورِ نورِ خدا، مگر کہ چھپا نہ رنگ نیاز میں

وہی حسن ستر کے ناز میں وہی عشق نشرِ نیاز میں
تھے سب اسکے شعبدے معجزے یہ نگاہِ محرمِ راز میں

ہوئے منکرِ احدی حقیر ہوا کفر شرک انہیں مضر،
تھی وہ لا الٰہ کی دلکشی صمدی نوازوں کے ساز میں

وہی ذاتِ بابرکات تھی، بخدا سکونِ حیات تھی
وہ ربوبیت کی شمولیت تھی ادائے حلم طراز میں

وہی مصطفےٰ وہی مجتبیٰ، وہی مبتدا، وہی منتہا
وہی سوز میں وہی ساز میں وہی ترک میں وہی ناز میں

وہی آنِ حق وہی شانِ حق وہی کانِ حق وہی جانِ حق
ہوئے مومن اسکے ہی کلمہ گو کیے سجدے اسکو نماز میں

وہی جسمِ نور و راصل تھی کہ بصیرتی شب وصل تھی

نہ ہوئے جو آئینہ حیرتی یہ محاذ آئینہ ناز میں

جو یہ مکہ و کعبہ فرش ہے تو مدینہ قبلۂ عرش ہے

کہ جہاں وہ جلوۂ شانِ حق ہے خدا سے آزاز و نیاز میں

یہ مبیں حرا کی جو نماز ہے نبی رشک خلا نگار ہے

کہ در آئی وحی خدا ز خود تھی اسی کے روزنِ باز میں

یہ برتری دم بہتری سر مہتری دلِ سروری

تھی شکوہ ابن سبکتگیں کی اس انکسارِ نیاز میں

زہے صدق و عدل زہے سخا زہے فقر و حلم زہے عطا

ہوئے نشر حشر جہاں میں یہ کسی طرزِ عفو طراز میں

بنیں امتی جو یہ نعت خواں ہوں نبی کے حمد تنگ سال

تو فروغ عشق سے انکے دل ہوں سبانِ شمع گداز میں

ہے وہ بحرِ قلزم کائنات کہ بلبلوں کو نہیں ثبات

کرو مومنوں پہ کرم اگر انہیں سیل حق نے جہاز میں

یہ وکالتیں، یہ کفالتیں، یہ شفاعتیں یہ ہدایتیں،

ہیں روایتیں انہیں جو فقط ہیں رسول پاک کے آز میں

وہ تھا جس طرح کا حقیقتاً کوئی سمجھا اسکو نہ من و تن

کہ اسیرِ کم نگہی تھے سب ہی طلسم شعبدہ باز میں

وہی عینِ حق وہی حق حق، وہ ہمہ و باہمہ بے ہمہ

کہیں صاف صاف نہ رندکیوں نہیں قید منع جواز میں

ہوئے خامہ مسلم منتشر ہوئے زار مومن منتظر،

ہیں امیدوار کہ پائیں بار حضور بندہ نواز میں

نعتِ عاشق

جناب پربھو دیال عاشق لکھنوی

رحمۃ اللعالمین، دامانِ رحمت کے سوا
زیبِ سر تاجِ شہی، تاجِ شفاعت کے سوا
ہادیٔ خیر البشر، راہِ ہدایت کے سوا
کس قدر اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا

رشکِ حسنِ حور ہے حسنِ حسیناں کا دیار
رشکِ غلماں ہیں غلامانِ حبیبِ کردگار
رشکِ طوبیٰ ہے قدِ رعنائے شاہِ روزگار
خلد والے دیکھتے ہیں آ کے یثرب کی بہار
اک جنت اور بھی ہے باغِ جنت کے سوا

خواہشِ دیدارِ جاناں بے کسی امداد کر
جذبۂ الفت، تمنائے دلی، امداد کر
وحشتِ قلبِ حزیں وارفتگی امداد کر
اے تصور یوں نگاہِ شوق کی امداد کر
کچھ نظر آئے نہ اس کو ان کی صورت کے سوا

رات دن تڑپا رہی ہے وحشتِ دل دیکھیے
مضطرب ہوں میں تمنائے رخِ پُر نور سے
قلب پر ہیں حسرت و ارماں کے حملے ہو رہے
اپنی رحمت سے بلا لیں اب تو روضہ پر مجھے
داغِ فرقت بھی ہے دل میں دردِ الفت کے سوا

بادشاہِ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیاء ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے سوا، میرے حضرت کے سوا

چشمۂ آبِ بقا ہیں آپ بے شک مان لوں
مشعلِ راہِ ہدایت آپ ہیں یہ جان لوں
شافعِ میدانِ محشر آپ ہیں یہ ٹھان لوں
دیکھیں میں آنکھیں ہیں آپ کو پہچان لوں
عقلِ صائب بھی ملے چشمِ بصیرت کے سوا

داورِ محشر ہے وہ، یہ ہیں شفیع المذنبین
وہ شہِ ارض و سما، یہ شاہِ خوبانِ زمین
وہ الٰہ العالمین، یہ رحمۃ اللعالمین
عشق محبوبِ خدا، عشقِ خدا سے کم نہیں

اس کو کیا جانے کوئی اہلِ محبت کے سوا

مطلع الحمد لا کر جگمگا دے خلق کو !   عارض روشن دکھا کر جگمگا دے خلق کو
نورِ وحدت کی ضیا کر جگمگا دے خلق کو ،   کفر کی ظلمت مٹا کر جگمگا دے خلق کو

یہ ضیا کس میں تھی خورشیدِ رسالت کے سوا

غنچۂ باغِ جناں زیبا ہے اس کو گر کہوں   غیر موزوں کچھ نہ ہوگا ماہِ کامل مان لوں
روشنی بخشِ دلِ تاریک لازم ہے گنوں   عارضِ احمد کو میں سورج سے کیا تشبیہ دوں

یاں تو سورج میں نہیں کچھ بھی تمازت کے سوا

میہمانی کے لئے گردوں پہ بلوایا کسے   صورتِ مرکب سجا جبریل کو بھیجا کسے
پڑھ ہائے راز دکھلائے شبِ اسریٰ کسے   مرتبہ معراج کا اللہ نے بخشا کسے !

میرے حضرت کے علاوہ میرے حضرت کے سوا

عارضِ روشن کی شوخی سے ہوا خورشید مات   مصحفِ رُخ دیکھ کر چھپتا پھرا مہتاب رات
انا میں تھی کون کعبہ میں بجز حضرت کے ذات   ظاہر و باطن کے جلوہ سے ہوئی ظاہر یہ بات

حسنِ صورت بھی تھا ان میں حسنِ سیرت کے سوا

تھا جنہیں شوقِ زیارت رات دن شام و سحر   غیر کے دیدار کو اٹھتی نہ تھی جن کی نظر
تھے سراپا زخم ہجرِ شاہ میں جن کے جگر   مر گئے ہیں پہنچ کر آستانِ شاہ پر

کون اٹھا سکتا ہے ان کو اب قیامت کے سوا

بارِ عصیاں سے فراغت ہو خدا کے واسطے   یاس و رنج و غم سے مہلت ہو خدا کے واسطے
عاشقِ بیکس پہ رحمت ہو خدا کے واسطے   نوحہ پہ بھی چشمِ شفقت ہو خدا کے واسطے

شکلِ راحت اس نے کب دیکھی جراحت کے سوا

محبوبِ خدا

جناب طالب دہلوی (بی - اے) دہلی

نام - رشیش چندر سکسینہ　　**تخلص** - طالب دہلوی

عمر - باون سال　　**تعلیم** - بی - اے

تالیفات - یادگارِ برق، ہمارے حسینؑ، رتن مالا، حرفِ ناتمام، خمستان -

مقیم - دہلی -

حلقہ ہے مہِ نو کا گریبانِ محمدؐ　　ہے مطلعِ انوار کہ دامانِ محمدؐ

کیا خوب ہے ارشاد یہ اربابِ نظر کا　　فرمانِ مشیّت بھی ہے فرمانِ محمدؐ

"محبوبِ خدا" خود ہی کہا ان کو خدا نے　　اب اس سے سوا اور کیا ہو شانِ محمدؐ

کیا درسِ مساوات دیا نوعِ بشر کو　　اُترے گا نہ سر سے کبھی احسانِ محمدؐ

کیوں ایسی اسیری پہ نہ صدقے ہو رہائی　　آزادِ دو عالم ہیں غلامانِ محمدؐ

ہر رہروِ ایماں کی بر آئیں گی مرادیں　　پیمانِ محمدؐ ہے یہ پیمانِ محمدؐ

معراج کی شب کون ہے مہمانِ خدا کا　　اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ محمدؐ

عاصی کے لئے خاص نوازش کی نظر ہے　　دیکھے تو کوئی لطفِ فراوانِ محمدؐ

اے رحمتِ عالم ترے جلووں کے تصدق　　ہم کو بھی دکھا دے رُخِ تابانِ محمدؐ

یہ ذاتِ مقدس تو ہر انساں کی ہے محبوب　　مسلم ہی نہیں وابستۂ دامانِ محمدؐ

انسان وہی ہے جو پرستارِ خدا ہے　　ایمانِ محمدؐ ہے یہ ایمانِ محمدؐ

کیا اس سے سوا ہو مری بیدارِ یقینی　　میں شعر کہوں وہ بھی بعنوانِ محمدؐ

طالب اسے انساں بھی کہنا نہیں زیبا
جو مردِ مسلماں نہیں شایانِ محمدؐ

تصوّر

جناب راجیندر بہادر صاحب موجؔ بی۔ اے ایل ایل بی وکیل فتح گڑھ (یوپی)

نام۔ راجیندر بہادر　　تخلص۔ موجؔ فتح گڑھی
عمر۔ چالیس سال　　تعلیم۔ بی اے ایل ایل ب
پیشہ۔ ایڈووکیٹ　　تصانیف۔ طوفان (۱۹۵۴) موج ساحل (۱۹۵۸)
مقیم۔ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد (یوپی)

ابتدا تم ہو، انتہا تم ہو!　　عقل حیران ہے کہ کیا تم ہو!
صرف نظروں سے پردہ داری ہے　　ورنہ ہر شے سے رونما تم ہو
خود شناسی ہے مقصدِ تخلیق!　　میری ہستی کا مدّعا تم ہو!
جز تمہارے نہیں کوئی دل میں　　میری فطرت سے آشنا تم ہو
چار سُو روشنی، نظر حیراں　　سامنے آج میرے کیا تم ہو
اب کروں بھی تو جستجو کس کی　　میری صورت سے رونما تم ہو
تاب جلووں کی لا سکوں کیسے!　　میں تو انساں ہوں پُرضیا تم ہو
سازِ تارِ نفس، جہاں بھی رُکے،　　کاش اس وقت نغمہ زا تم ہو

سخت طوفاں میں ہے سفینۂ موجؔ
آخری ایک آسرا تم ہو!

نعت

جناب بالمکند صاحب عرش ملسیانی بی اے ایڈیٹر "آجکل" گورنمنٹ آف انڈیا دہلی

زمانے بھر میں مسلّم پیمبری ہے تری — جو نقشِ قلبِ جہاں ہے وہ برتری ہے تری
ترا گدا ہوں غرض کیا ہے بادشاہوں سے — مجھے شہی سے بھی افضل گداگری ہے تری
مقامِ منزلِ مقصود مل ہی جائے گا — شریکِ حالِ سفر جب تو رہبری ہے تری
کمالِ اوجِ بشر ہے تو تیری ذات میں ہے — بلند قیصر و خاقاں سے قیصری ہے تری
جسے دوام میسر وہ تیری دارائی — نہیں زوال جسے وہ سکندری ہے تری
ضیا سے تیری منور ہے معرفت کا فلک — ہمیشہ اوج پہ فرخندہ اختری ہے تری

بسیط فرش سے تا عرش تیری شان بلند
زمانے بھر میں مسلّم پیمبری ہے تری

نعت

چاند بہاری لال صاحب صبا ماتھر جے پوری

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ — خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یا رسول اللہ
خدا کا وہ نہیں ہوتا، خدا اس کا نہیں ہوتا — جسے آتا نہیں ہوتا تمہارا یا رسول اللہ
زمیں سے آ لگے خورشیدِ محشر بھی تو ان کو کیا — ہے جن پر سایۂ دامن تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا بحرِ رحمت اس قدر کیوں جوش میں آیا — کسی بیکس نے کیا تم کو پکارا یا رسول اللہ
خدا حافظ خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے — یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یا رسول اللہ

خدا کا نام لے لے کر جو بن آیا وہ لکھ لایا!
مجھے کب نعت لکھنے کا ہے یارا یا رسول اللہ

دُرہائے عقیدت بدربار رحمتہ اللعالمینؐ

از قلم جواہر رقم مہاراج پیمبر جناب امر چند صاحب قیس جالندھری (ہوشیارپور)

وہ ابرِ فیض نعیم بھی ہے نسیم رحمت شمیم بھی ہے!
شفیق بھی ہے خلیق بھی ہے رحیم بھی ہے کریم بھی ہے

وہ حُسنِ سیرت کا ہے مرقع، جمال حق ہے جمال اس کا
وہ پیکرِ فطرتِ معلیٰ شبیہِ خلقِ عظیم بھی ہے!

وہ معنیٔ حسنِ آفرینش، نظر نواز ہر اہل بینش
حبیب رب جلیل بھی ہے جمیل بھی ہے سلیم بھی ہے

وہ علم و عرفاں کا ہے مدینہ، خزینۂ رازِ امن کا سینہ
وہ پیکرِ نورِ سرمدی ہے وہ حسن خلقِ عظیم بھی ہے

وہ حامل و صاحبِ شریعت وہ مرشد و ہادیٔ طریقت
مُعلّمِ معرفت بھی ہے اور رموزِ حق کا علیم بھی ہے

خلیل کی وہ دُعا کا ثمرہ، کلیم نے اس کی دی بشارت
وہ خاتمِ نعمتِ نبوت، ظہور لطفِ عظیم بھی ہے!

کوئی یہ اس کا وقار دیکھے پھر اس پہ یہ انکسار دیکھے
سر مبارک پہ تاجِ اظہر ہے دوش پر ایک شمیم بھی ہے

اٹھائیں جس نے اذیتیں پھر انہی کے حق میں دعائیں مانگیں
کسی میں یہ شانِ حلم بھی ہے اور ایسا کوئی حلیم بھی ہے!

وہ بقعۂ نور، وہ مدینہ حضور خلوت نشیں ہیں جس میں
نعیم خُلدِ بریں بھی اس میں وہ رشکِ خلدِ نعیم بھی ہے

ہوا جو یثرب سے آرہی ہے ہر اک کلی کو کھلا رہی ہے
یہی ہوا ہے نسیم رحمت یہی لطافت شمیم بھی ہے

جناب موسیٰ کلیم تھے میں بھی مانتا ہوں کلیم اُن کو !
مرے پیمبر کا ہے یہ مرتبہ جلیل بھی ہے کلیم بھی ہے
یہ آپ کے قیس کا ہے ایماں حضور ہیں رہنمائے انساں
حضور کا جو نہیں ہے قابلِ شفق بھی ہے وہ لئیم بھی ہے

حمد

لالہ مُرلی دھر شاد دہلوی، پروپرائٹر "لائلپور کاٹن ملز" لائلپور

جہنم کا نہ ڈر ہوگا نہ کچھ خوفِ سزا ہوگا
قیامت میں گنہ گاروں کو تیرا آسرا ہوگا
اِدھر دریائے رحمت کی نظر آجائیں گی موجیں
اُدھر خورشید محشر سے ہمارا سامنا ہوگا
سوا نیزے پہ سورج ، پلصراط ، اعمال کا دفتر ،
ہمیں دیدار کی حسرت میں سب کچھ دیکھنا ہوگا
ہمیشہ تیرے در پہ ہم نے یارب کی جبیں سائی
نہ سجدہ خواب میں بھی غیر کے در پر کیا ہوگا
ترے دیدار کی خاطر دلِ مضطر تڑپتا ہے
اگر دیدار ہو جائے گا ، دردِ دل سوا ہوگا
مرا ایمان ہے اے شاد یہ فرمودۂ حق ہے
بھلائی جو کرے گا خلق کی اس کا بھلا ہوگا

نعت

کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ (سنگرور)

پہنچ کے یثرب میں یا الٰہی نظر یہ کیا چیز آ رہی ہے
میری نگاہوں میں آج کیسی حسین دنیا سما رہی ہے

فزوں ہوا شوق کا تقاضا تڑپ رہی ہے ہر اک تمنا
چلو مدینے، چلو مدینے، یہ دل سے آواز آ رہی ہے

خراب حالو، گناہگارو، سنو سنو ہمتیں نہ ہارو!
کہ چشم رحمت کریمیوں سے ہر ایک بگڑی بنا رہی ہے

نوازنے کے لئے وہ دیکھو کر اپنے لاچار بیکسوں کو
کسی کی بخشش پکارتی ہے، کسی کی رحمت بلا رہی ہے

جسے لہو کے دل کا پالا جسے حریم جگر میں رکھا
وہی تمنا سوئے مدینہ کشاں کشاں لے کے جا رہی ہے

تعلقِ جسم و جاں ہے جن سے قیام کون و مکاں ہے جن سے
انہی کو میری نیاز مندی فسانۂ غم سنا رہی ہے

کرم ہے اس سنگِ آستاں کا کہ آخر کار رفتہ رفتہ
رسائی سجدوں کی ہو رہی ہے جبیں یہ عظمت بھی پا رہی ہے

ہو آرزوئے نہاں یہ تیری جبیں رہے وقف سجدہ ریزی
کہ جذب صادق کو آج اپنے میری وفا آزما رہی ہے

شہ عرب کی عنایتوں کا سحرؔ نہیں ہے کوئی ٹھکانہ!
مرے گناہوں کی بے پناہی ہزار مجھ کو ڈرا رہی ہے

نعت

جناب برجموھن صاحب تکر زیبا۔ بی۔ اے امرتسر

سبق دُنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمدؐ نے
دوئی کو دُور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے

اُٹھا کر پردۂ بے گانگی ہر دل کے چہرے سے
انہیں رنگِ آشنائی کا دیا حضرت محمدؐ نے

وہ حسرت اور پریشانی وہ وحشت اور پشیمانی
گریباں چاک تھا آکر سیا حضرت محمدؐ نے

سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو!
بڑا احسان دُنیا پر کیا حضرت محمدؐ نے

شریکِ دردِ مظلوماں، انیسِ حالِ محروماں
دلِ اک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمدؐ نے

کہا ہر اک کو ہمسائے سے اُلفت کر، محبت کر
دل آزاری سے بچ، فرما دیا حضرت محمدؐ نے

نبیِ برحق

★ سردار شیر سنگھ صاحب شمیم فرخ آبادی ہیڈ مجسٹریٹ

مسلم ہوں خواہ غیر مذاہب کے آدمی
سب پر شمیم فرض ہے طاعت رسول کی

دو شعر

★ جناب ادیب لکھنوی پرنسپل غازی آباد

قلم کو جب شرف حاصل ہوا نعتِ پیمبر کا
بنا ہر لفظ اک تعویذ خوفِ روزِ محشر کا

کہا خورشید نے یہ میرا حق ہے کیوں نہیں پایا
نہ آغوش میں کرنوں نے سایہ جسمِ اطہر کا

نعت

جناب جگن ناتھ کمال (کرتار پور) ضلع جالندھر

پورا نام۔ جگن ناتھ   تخلص۔ کمال کرتار پوری

عمر۔ اکہتر سال   پیشہ۔ ڈسٹرکٹ سروس سے ریٹائرڈ

قابلیت۔ بی۔ اے، فاضل فارسی، فاضل اردو وغیرہ۔

تصانیف۔ مثنوی (۱) "نغمہ کمال" جو کہ ۲۱۱۲ اشعار پر مشتمل ہے (۱) کمالِ سخن وغیرہ۔

وجودِ عالمِ امکاں ہوا جب حکمِ قدرت سے   تو چھینٹے چار سو اڑنے لگے دریائے رحمت کے
عناصر بھی گلے ملنے لگے مہر و محبت سے   ہوئی آراستہ بزمِ دو عالم حسنِ فطرت سے

وہ نورِ سرمدی آدم کی پیشانی میں جا بیٹھا!
وہ محبوبِ الٰہی جسمِ انسانی میں جا بیٹھا

یہی نورِ ازل خود غایتِ امکانِ عالم تھا   یہی وہ نور تھا جو باعثِ تخلیقِ آدم تھا
یہی دنیائے مخزوں میں چراغِ خانۂ غم تھا   یہی وہ روشنی تھی جس سے کفر و جہل کو رم تھا

یہی پیغمبروں میں منتقل ہوتا رہا برسوں
یہی سب ہادیانِ خلق کا تھا رہنما برسوں

اسی نے نوحؑ کی سیلِ بلا میں رہنمائی کی   اسی نے حضرت داؤدؑ میں نغمہ سرائی کی
اسی نے آتشِ نمرود میں معجز ادائی کی   اسی نے خود ذبیح اللہ کی مشکل کشائی کی

یہی ادریسؑ کو زندہ فلک پر لے کے پہنچا تھا
نگاہِ حضرتِ یحییٰؑ میں بھی یہ نور بستا تھا

دلِ ایوبؑ میں یہ صبر بن کر کارفرما تھا   کلیم اللہ کو اس نے ہمکلامی پر ابھارا تھا
اسی کا فیضِ ادنےٰ تھا جو اعجازِ مسیحا تھا   یہی آخر میں عبداللہ کی پیشانی میں چمکا تھا

اسی کی آمد معجز اثر تکمیلِ فطرت تھی!
اسی کی ہر کتابِ آسمانی میں بشارت تھی

اسی کی جستجو شام و سحر خورشید کرتا تھا نہ گام ابلقِ ایام اک جا پر ٹھہرتا تھا
اسی کے واسطے مہتاب راتوں کو نکھرتا تھا یہی کچھ دیکھنے کو گلشنِ عالم سنورتا تھا

فلک پر رات کو تارے اسی کی راہ تکتے تھے
خزاں دیدہ بہارِ زندگی کی راہ تکتے تھے

اسی کے ہجر میں چشمِ حبابِ جو بھر آتی تھی اسی کی یاد میں دستِ دعا ہر شاخ اٹھاتی تھی
اسی کو ڈھونڈنے بادِ صبا ہر سمت جاتی تھی مشیت جس کے اندازِ عمل پہ مسکراتی تھی

اسی کو دیکھتی تھی موج اٹھ اٹھ کر سفینے میں
اسی کوشش میں پانی غرق تھا اپنے پسینے میں

بڑی ہی منتوں کے بعد شامِ منتظر آئی شبِ اندوہ و غم گذری سعادت کی سحر آئی
رہینِ ہجر کو تسکین کی صورت نظر آئی کہ کانوں میں ندائے آمدِ خیر البشر آئی

ہر اک بیٹھے ہوئے دل میں خوشی کا ولولہ اٹھا
ہر اک جانب سے شورِ آمدِ خیر الوریٰ اٹھا

ربیع الاول آتے ہی جہاں میں تازگی آئی گلستانِ تمنا میں بہارِ سرمدی آئی
اسی کی بارہویں شب بھی بشانِ دلبری آئی ندائے غیب آئی کہ روحِ زندگی آئی

مجسم ہو کے نورِ سرمدی آیا بشر ہو کر
جنابِ آمنہ رضؓ کی گود میں آیا پسر ہو کر

عزیزوں کے نہالِ آرزو کے دل میں پھل آئے گرے مینارِ کسریٰ کفر و بدعت میں خلل آئے
بجھا آتش کدہ جب مظہرِ نورِ ازل آئے زمیں چومی بتوں نے سجدے میں لات و ہبل آئے

امینِ آمنہ رضؓ سے بزمِ ہستی جگمگا اٹھی
زمانے بھر میں امیدوں کی کھیتی لہلہا اٹھی

مبارکباد دینے کیلئے روح الامیں آئے مبارک ہو کہ بزمِ دہر میں خلوت نشیں آئے
امینِ جنس وحدت آئے ختم المرسلیں آئے محمد مصطفےٰ محبوب رب العالمیں آئے

وہ استادِ ادب، عالی نسب، ماہِ عرب آیا

وہ مقصودِ طلب، کُل کا سبب، اُمّی لقب آیا

سلام اے سرورِ عالم، سلام اے مہرباں تجھ پر
سلام اے ہادیٔ دیں، اے رفیقِ بے کساں تجھ پر

سلام اے فخرِ ہستی اے شفیعِ عاصیاں تجھ کو
سلام اے ظلِ اللہ اے نشانِ بے نشاں تجھ پر

کمال بے نوا کو صدقے میں درد آشنا کر دے
لگا کر آگ دِل میں بے نیازِ مدعا کر دے

شانِ مدینہ

از مہاکوی جناب لالہ بلھاری لال صاحب شانتؔ

کیوں کر کہوں جنت ہے گلستانِ مدینہ
جنت کے فرشتے ہیں ثنا خوانِ مدینہ

واہ کیا صلِ علےٰ شانِ مدینہ!
خود داعیٔ جنت ہوا مہمانِ مدینہ

سو جنتیں اور ایک بیابانِ مدینہ
سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ

اب اس سے سوا اور ہو کیا شانِ مدینہ
احسانِ مجسم پہ ہے احسانِ مدینہ

برکت ہے ترے قدموں کی اے جانِ مدینہ
آدم بھی فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ

میں بھی ہوں ترے در کا بھکاری مرے داتا
ہو چشمِ کرم مجھ پہ بھی سلطانِ مدینہ

من بودم

جناب عرش ملسیانی

زباں افسانۂ دل بود شب جائے کہ من بودم | نظر افروز منزل بود شب جائے کہ من بودم
نہ محفل دیدہ ام شئے نہ محفل آرائے دگر دیدم | ہماں یک جانِ محفل بود شب جائے کہ من بودم
بہ دریا یم نہ بود ے حلقۂ گرداب و طوفانے | سکونِ ریگِ ساحل بود شب جائے کہ من بودم
امید راحتِ عقبیٰ فراغت از غمِ دنیا | مرا ہر لطف حاصل بود شب جائے کہ من بودم
ہر آں نجمے کہ کسبِ نور کردے از نگارِ من | شبیہہِ ماہِ کامل بود شب جائے کہ من بودم

ملائک دست بستہ عرش و کرسی لطف آمادہ
محمد صدرِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

شادمانی میں رکھا

جناب چودھری دلّو رام صاحب کوثری

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا | کہ مصروف شیریں بیانی میں رکھا
میں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر | قمر کو مری پاسبانی میں رکھا
نہیں اختیار اب کی نعت گوئی | یہی شغل ہم نے جوانی میں رکھا
درِ مصطفےٰ کی ملے گر گدائی ! | تو پھر کیا ہے صاحبقرانی میں رکھا

جو ذرہ اُڑا شہ کی گردِ قدم کا
زمانے نے تاجِ کیانی میں رکھا!

نہ کر آفتابِ فلک اتنا غرّہ — کہ تجھ کو بھی ہے دارِ فانی میں رکھا
بظاہر تو چلتا ہے پر حیف تیرا — نہیں حصہ سوزِ نہانی میں رکھا
درِ حضرت مصطفےٰ مجھ کو بخشا — مجھے منزلِ آسمانی میں رکھا
تو ہے در بدر گردشِ آسماں سے — مجھے حلقۂ مہربانی میں رکھا

نہ کر شور اے بلبلِ گل فسانہ ! — ہے کیا تیری اِس لن ترانی میں رکھا
میں ہوں نعت گو میرا رتبہ بڑا ہے — نہیں کچھ تری ہم زبانی میں رکھا
خدا نے کئے جبکہ تقسیم رتبے ! — تو یوں سب کو پھر قدردانی میں رکھا
کہ آدم کو مخدومِ ملائک بنا کر — انہیں جنتِ جاودانی میں رکھا
بڑی عمر نوحؑ نبی کو عطا کی — سلامت جو طوفاں سے پانی میں رکھا
دیا خضرؑ کو چشمہ آبِ حیواں — براہیمؑ کو باغبانی میں رکھا
دیا حسنِ بے مثل یوسفؑ کو اس نے — سلیمانؑ کو حکمرانی میں رکھا
دمِ زندگی بخش عیسےٰ کو بخشا — تو موسیٰ کو خوش لن ترانی میں رکھا

مرے منہ سے منظور تھی نعتِ حضرت
مجھے فردِ رطب اللسانی میں رکھا

ذرا نقشہ نعت کا کر نظارہ
کیا نقش بہزاد و مانی میں رکھا

بہارِ ریاضِ ثنائے نبی نے !
دہن کو مرے گل فشانی میں رکھا

لکھیں گو تری عمر بھر ہم نے نعتیں
نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

نعت

— عرشؔ صہبائی —

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ
بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ

دفعتاً یہ دل مثالِ غنچہ و گُل کھل اُٹھا!
جب وفورِ یاس و غم میں آگئی یادِ رسولؐ

بزمِ شعر و نغمہ تھی یا تختۂ دار و رسن
ہم کو ہر اک حال میں آتی رہی یادِ رسولؐ

کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی جان و دل پر سر بہ سر
اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ

کیا کہوں میں اب کسی سے مدعائے زندگی!
جب مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ

اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی! اک ظلمت کدہ
دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسولؐ

پوچھتے پھرتے ہیں ہم دنیا سے اب اپنا پتہ
زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ

بارِ غم سے جب ہُوا میں مائلِ فریاد عرشؔ
میرے دل کو دے گئی تسکین سی یادِ رسولؐ

نامِ حضورؐ ہے

منشی مہادیو پرشاد صاحب ساحرؔ جبلپوری

عرشِ بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے
جس سے فروغِ شمعِ سرِ کوہِ طور ہے

تابندہ نامِ نامیٔ حضرت عیاں ہوا
یہ معجزہ حضور کرامت ظہور ہے

یہ آنکھیں اور اس کا نظارہ زہے نصیب
دربارِ انبیاء میں جو صدر الصدور ہے

اللہ رے ضو جھپکتی ہے آنکھ آفتاب کی
تارا ہے یا کوئی شررِ شمعِ طور ہے

ہاں کیوں نہ ہو یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو
محبوبِ حق ہے شافعِ یوم النشور ہے

سلطانِ دیں کہ جن کے غلاموں کے واسطے
سب انتظامِ جنت و حور و قصور ہے

تمثیل اسکے حسن کی کوئی کہاں سے لائے
جس شہ کے عاشقوں کی پرستار حور ہے

کیوں سر کے بل نہ اس پہ چلیں مہر و مہ کے چرخ
پامال بادِ پائے رسولِ غیور ہے

ہو سامنے یہ جلوہ تو تسلیم ہے مجھے !
یہ ہند غم کدہ نہیں دار السرور ہے

حضرت کی ہو گئی جو نظر التفات کی
اب عرش پر دماغِ دلِ ناصبور ہے

وہ دل جو تھا تپش میں کبھی رشکِ جحیم
اب آج دیکھیے تو سرائے سرور ہے

ماراں نے دی جو زحمتِ تشریف آوری
عاشق کی یا حبیب، معافی ضرور ہے

معراج کا تو حال کسی سے چھپا نہیں
آگاہ اس قضیہ سے ہر ذی شعور ہے

پھر جانِ زار سینے میں دیدار کے بغیر
مضطر ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے

عاشق ہوں مجھ کو جلوۂ جانانہ چاہیے
ہوگا وہ اور جو کوئی شیدائے حور ہے

ہے آرزوئے خلد سے مقصود وصلِ یار
کس کو خیالِ کوثر و حور و قصور ہے

جنت کی سمت رخ نہ کروں آپ کے بغیر
حضرت کا ہوں گدا تو طبیعت غیور ہے

ممکن ہے مدح کس سے پھر اس ذاتِ پاک کی
مدحت طراز جس کا خدائے غفور ہے

کافی ہے یہ نصیحت اغیار کے لئے
وہ دور ہے خدا سے نبی سے جو دور ہے

مقصود عرضِ حال ہے ورنہ غلام کو
دعویٰ کلام کا نہ زباں کا غرور ہے

خادم کا بال بال گنہ گار ہے تو ہو | مداح ہے حضورؐ کا اتنا ضرور ہے
لاکھوں خطائیں کی ہیں بس اتنی امید پر | حضرتؐ تو ہیں شفیع، خدا بھی غفور ہے
محشر میں دیکھ لیں گے جنہیں اشتباہ ہو | ساقی ہے اور جام شراب طہور ہے

تھی مجھ کو فکرِ سال کہ ہاتف نے دی ندا
لوحِ فلک پہ جلوۂ نام حضورؐ ہے! [1]

۱۳۴۵ ہجری

[1] جیسا کہ رمیا ۸۔ فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۶۔ شعبان ۱۳۴۵ھ بعد مغرب کے بعد ایک روشن ستارہ ٹوٹا۔ جس سے نہایت صاف طور پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمدؐ بن گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے اسے صفحۂ آسمان پر دیکھا۔ ساحر صاحب نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر یہ نعت لکھی جس کے پہلے اور آخری شعر میں اشارہ کیا گیا ہے (مؤلف)

جناب پروفیسر ساحر ہوشیارپوری ایم اے، دہلی

سارا عالم ہے منور آپ کے انور سے
سارا عالم آئینہ ہے آپ کے انوار کا
خواہشِ دیدار خود اللہ کو پیدا ہوئی
ہے شبِ معراج ثمرہ آپ کے دیدار کا
ہے فرشتوں کو تمنا اس کی دربانی کریں
کس قدر اونچا ہے رتبہ آپ کے دربار کا
معجزے سے کم نہیں یہ بھی کہ ساحرؔ ہے غلام
اپنے آقا، اپنے مولا، احمدِ مختار کا!

کملی والا من موہن

جناب سندر لال صاحب حمید تہری بی۔اے ایل ایل بی وکیل

ایک رام سیہنی گیانی گرکل مجھ کو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دل داروں میں
وہ سندر ہیرا نور بھرا، وہ رام سروپی متوالا
دلدار تھا وہ دلداروں میں، سردار تھا وہ سرداروں میں
ولاک لما کا تاج دھرے، وہ کملی والا من موہن
توحید کی مایا ہاتھوں میں یوں کہتا تھا ناداروں میں
کیوں لوبھ کی مایا نے یاروں، جی ہائے تمہارا موہ لیا
تم باغ ارم کو چھوڑ یہاں پر پھرتے ہو کیوں خاروں میں
سب مایا ہے اس خالق کی، جو خالق ہے ہر کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بیچاروں میں
وہ سورج بنسی غار حرا سے آیا اُتم نگری میں
تھی کرپا اب نارائن جی کی، مکتی کے اظہاروں میں
وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف مہر کے رازوں سے
گن گیان کو لے کر آیا تھا، وہ غفلت کے بیماروں میں
میں سیس نواؤں، چرنن لاگوں، نام محمدؐ جس کا ہے
شو در رشی کئے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں

مالکِ کوثر

لالہ تاراچند صاحب تارا لاہوری

خالی رہے نہ جامِ عنایت سے یہ غلام
ہے التجی عرض مالکِ کوثر کے سامنے

اللہ رے فیض بخشش امت کیواسطے
سر رکھ دیا حسینؑ نے خنجر کے سامنے

شبیرؑ کو جنہوں نے کیا قتل بے گنہ
کیا منہ وہ لے کے جائینگے حیدرؑ کے سامنے

یہ وصفِ مصطفےٰ کبھی خالی نہ جائے گا
مل جائے گا صلہ مجھے داور کے سامنے

پرواز مرغِ روح کرے میری یا خدا
جاکر نبی کے روضۂ اطہر کے سامنے

تاراؔ غزل نہ ہر کس و ناکس کو تو دکھا
لے چل مگر رفیق سخنور کے سامنے

شہنشاہِ رسُل سے

دلتو رام صاحب کوثری

بلبل سے مجھے کام نہ کچھ واسطہ گل سے
ساقی سے سروکار نہ حظ ساغرِ مُل سے

گزری ہے مری عمر پیمبر کی ثنا میں
بیہرہ ہوئے اصنام کے شعر کے غُل سے

ہر چند مصائب میں گرفتار ہوں لیکن
غافل میں نہیں نعتِ شہنشاہِ رسل سے

میں گرچہ ہوں قطرہ، پہ سمندر میں ملا ہوں
ہوں جزو پہ رابطہ ہے نسبت مجھے کل سے

تم دیکھنا اک آن میں جوں موسیٰ عمراں
حضرت کے تصدق سے گزر جاؤں گا پل سے

ہے کوثریؔ زار، غنی نعمتِ نبی سے
لالچ میں نہ آئے گا وہ اغیار کے جل سے

نعت

جناب منوہر سنگھ سحری بی۔ اے۔ ایل ایل بی (جھنگر دھ)

نور ہی نور ہے تا عرش بریں آج کی رات
راستہ تکتے ہیں جبریلِ امیں آج کی رات

ہیں وہی پھول وہی روز کے ماہ و انجم
جانے کیوں لگتی ہے ہر چیز حسیں آج کی رات

بن کے گہوارۂ مطلوبِ دو عالم یہ زمیں !
بڑھ گئی چاند ستاروں سے کہیں آج کی رات

دیکھ کر عرش پہ محبوبِ خدا کی آمد .....
رُک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات

ایک لمحہ میں سفر اور زمیں سے تا عرش
ایک انسان ہوا سدرہ نشیں آج کی رات

جلوہ افروز ہے وہ نورِ مبیں نور تمام
عرش اور فرش میں کچھ فرق نہیں آج کی رات

جذبۂ عشق کی وارفتگیٔ شوق نہ پوچھ !!
اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں آج کی رات

قابلِ فخر ہے یہ رات کہ اک ابنِ بشر
بن گیا رازِ الٰہی کا امیں آج کی رات

مذہب و قوم سے محدود نہیں فیضِ رسولؐ
جھک گئی سارے زمانے کی جبیں آج کی رات

تھی جہاں بارشِ انوار زمیں سے تا عرش
کاش ہوتا دلِ ناداں بھی وہیں آج کی رات

موجِ طوفانِ عقیدت کا کرشمہ یہ ہے
کشتیٔ دل بھی ہے ساحل کے قریں آج کی رات

جس کے جلوے سے منور ہوگئی شانِ عرب

مداحِ رسولِ پاک جناب لالہ چندی پرشاد صاحب شیداؔ دہلوی

کر دیا اک نور سے معمور ایوانِ عرب
آتشِ خاموش تھی وہ زیرِ دامانِ عرب

کون تھا وہ شمعِ دل افروز مہمانِ عرب
ہوگئی جس کی تجلی سے فزوں شانِ عرب

آفتابِ معرفت سے ملک روشن ہوگیا
ذرہ ذرہ نور سے وادیٔ ایمن ہوگیا

ابرِ رحمت ریز بنکر کون تھا جلوہ فگن
کھل گیا اک دشتِ خارستان میں وحدت کا چمن

ہوگئی شانِ مقدس ہر طرف وہ جوش زن
بن گئے ریگِ رواں کے ذرے رشکِ یاسمن

بادِ صرصر میں شمیمِ راحت افزا آگئی
وہ مہک تھی شرک و بدعت کی کلی مرجھا گئی

نور سے معمور تھا شمعِ شبستانِ عرب
جس کے جلوے سے منور ہوگئی شانِ عرب

کر دیا رنگین وحدت سے گلستانِ عرب
کلمہ گو حق کے ہوئے سب بت پرستانِ عرب

پیش کی وہ سامنے ہر اک کے صورت نور کی
نعرۂ اللہ اکبر سے فضا معمور کی!

پیروِ دینِ مقدس پاک کتنے تھے چلن
انکے ہر بات زباں میں صدق تھا جلوہ فگن

بہرِ آزادی وہ تھے شیرانہ ہر سو نعرہ زن
بھول بیٹھے جس کو اب افسوس یارانِ وطن

مے اڑی ساغر سے خالی جام ساقی رہ گیا
نام ہی نام اب مسلمانی کا باقی رہ گیا

شبِ معراج

جناب رانا بھگوان داس بھگوان

پورا نام: رانا بھگوان داس
تخلص: بھگوان
عمر: تیئس سال
قابلیت: بی اے، منشی فاضل، ادیب فاضل
پیشہ: موروثی زمینداری
تصانیف: (۱) مقالات رانا بھگوان (۲) تاریخ تعمیر کعبہ (۳) سوانح سرمد شہید
(۴) حیاتِ خسرو (۵) نظم و نسق مغلیہ (۶) داستان زبان سندھی۔

عرشِ حق کی طرف جب چلے مجتبیٰ ۔ جلوہ آرا تھا ہر سمت نورِ خدا
کہکشاں سے بنا اک نیا راستہ ۔ فرشِ خاکی تا سدرۃ المنتہیٰ!
احترامًا تھے ایستادہ جن و ملک ۔ نغمہ گر حور و غلماں تھے صلِ علیٰ
نعرہ کرتے تھے سب اصفیا اتقیاء ۔ آج دولہ بنا سیّد الانبیاء
عرشِ اعظم سے آنے لگی یہ صدا ۔ مرحبا مصطفیٰؐ، مرحبا مصطفیٰؐ۔
زد میں گر درّں ہی کیا ماہ و انجم بھی ہیں ۔ کس نے جانا ہے یاں عشق کا مرتبہ
پہنچے معراج میں جب رسولِ خدا ۔ کائناتِ دو عالم سے آئی صدا
جب خودی کی حقیقت سے پردہ اٹھا ۔ پھر کہاں دوسرا ہیں رہا دوسرا
حسن اور عشق ہیں آج پردہ کشا ۔ فرش پہ مصطفیٰؐ عرش پہ کبریا
شانِ معراج سے بس یہ عقدہ کھلا ۔ مرکزِ عشق ہیں خاتم الانبیا

لا نبی بعدی ہے قولِ محبوبِ حق!
ورد اس کا ہے بھگوان صبح و مسا

پیغام

محترمہ رام پیاری صاحبہ لکھنؤ

ہندیو لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو چھوڑو نہ ہاتھ — ہندو و مسلم یہاں دونوں رہینگے ساتھ ساتھ
باپ ہیں لو دونوں قوموں کے ہیں وارث ہند کے — کوئی کر سکتا نہیں انکو فنا اس دیس سے
آج روزِ جشن ہے پیارے رسول اللہ کا — آج وہ پیدا ہوئے تھے مسلموں کے رہنما
گو نہیں مسلم مگر ہادی ہوں ان کو مانتی — گو میں ہندو ہوں مگر محسن ہوں انکو جانتی

ہندو و مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اسکا نام ہے

عورتوں پر ظلم کیا کیا کچھ نہ دنیا میں ہوئے — ہاں مگر ان کو محمد نے بچایا ظلم سے
کی حمایت عورتوں کی مرتے دم تک آپ نے — تھی وصیت آخری ان کی اعانت کیلئے
عورتوں کو گھر کے کاموں میں مدد دیتے تھے آپ — کام عورت سے جہاد و جنگ میں لیتے تھے آپ
آپ نے تعلیم لینا فرض عورت پر کیا — عورتوں کے سر پہ یہ احساں رہیگا آپ کا

ہندو مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے!
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اسکا نام ہے

دل سے تم عزت محمد کی کرو اے ہندوؤ — غور اک انساں کی تعلیم الفت پر کرو
جن کے دل میں عزت و عظمت محمد کی نہیں — کر نہیں سکتے بزرگوں کی وہ عزت بالیقیں
ہندو مسلم میں جو فتنہ کہ ہے برپا ہوا — عورتوں بچوں کو آفت میں کیا ہے مبتلا
خیر مقدم کر کے میلادِ رسول اللہ کا — دور کر دو سب یہ جھگڑے کر رہی ہوں التجا

ہندو و مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

اے محمد تم نے ذلت سے بچایا ہے ہمیں! — پریم کا اور پریت کا رستہ بتایا ہے ہمیں
اے محمد تم پیارے ہو خدا کے دوست ہو — پیار کی تاثیر ملکِ ہند میں پیدا کرو

عائشہؓ تھیں اور خدیجہؓ پاک دونوں بیبیاں ! ہے بجا کرتا ہے ان پہ فخر گر سارا جہاں
فخر کے قابل یہ دونوں بیبیاں ہیں باصفا اپنے شوہر کی اطاعت میں تھیں ہر دم برملا

ہندو و مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

سب سے پہلے لائی تھیں ایماں خدیجہؓ آپ پہ اپنے شوہر کی مدد میں محو تھیں شام و سحر
کس طرح بدلہ ہو احسانِ محمد کا ادا عورتیں ان کے قدم کی خاک ہیں تو ہے بجا
اے محمدؐ ہو ترا پیغام دنیا میں بلند چاند سورج کی طرح چمکے زمانے میں وہ چند
اے محمدؐ ہو تری تعلیم کا ہر دل میں گھر ہندو و مسلم میں حسن دوستی ہو جلوہ گر

ہندو و مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

بہارِ مدینہ

شیام سندر صاحب باسرؔ کاشمیری

دل زار ہے داغدار مدینہ پھلی پھولی ہے کیا بہار مدینہ
محمدؐ نے فرمائی مکہ سے ہجرت نمایاں ہے یہ افتخارِ مدینہ
چلوں سر کے بل میں بنے فخر و عزت بلائے اگر تاجدار مدینہ
بناؤں ابھی سرمۂ چشم اس کو اگر ہاتھ آئے غبار مدینہ
چلو چل کے بیٹھیں وہیں شیام سندر
کہ ارضِ وفا ہے دیارِ مدینہ

بالا تیرا

منشی پیارے لال صاحب رونق دہلوی

تو ہے محبوبِ خدا چاہنے والا تیرا
مرتبہ سارے رسولوں میں ہے بالا تیرا

کلمۂ صلِ علیٰ وردِ زباں رکھتا ہوں
خواب میں دیکھ لیا ہے قدِ بالا تیرا

ہجر میں دل کے تڑپنے کے نئے ہیں انداز
عشق ہے مجھ کو زمانے سے نرالا تیرا

عفو ہو جائیں محشر میں خطائیں ساری
داورِ حشر کو دوں گا میں حوالا تیرا

آہ کر! ہجرِ محمدؐ میں سنبھل کر اے دل
عرش کے پار نکل جائے گا نالا تیرا

لے اڑی آج صبا سوئے مدینہ دلِ زار
ناتوانی نے بڑا کام نکالا تیرا

نور سے تیرے منور ہوئے دونوں عالم
نظر آتا ہے ہر اک سمت اجالا تیرا

اس قدر ہند میں گھبرائی ہے فوجِ عشاق
بھاگا آتا ہے مدینے کو رسالا تیرا

گرئی شوقِ مدینہ سے تو ہاں بسم اللہ
جانِ بیتاب ہوا دیس نکالا تیرا

بے خبر جلد مری ۔ ناز سے سونے والے
ہو گیا فرشِ زمیں چاہنے والا تیرا

ہو گیا شوق میں وہ آج نثارِ احمد
دل جو رونق تھا بڑے نازوں کا پالا تیرا

گلشن بطحا

نتیجۂ فکر جناب لالہ چھنا مل صاحب نغمہ دہلوی تلمیذ حضرت بیخود دہلوی

اب حسیں دل ہیں نہ ان کی یاد اب پہلو میں ہے
آج کل اُلجھا ہوا دل شاہ کے گیسو میں ہے!

دیدۂ تر خونِ دل شامل یہ کیوں آنسو میں ہے
جب تسلی کے لئے یادِ نبیؐ پہلو میں ہے

ہجر احمدؐ میں ہوا ہوں اس قدر گریہ کناں
نوحؑ کے طوفان کا عالم ہر اک آنسو میں ہے

پرسشِ روزِ جزا کی فکر پھر کیوں ہو ہمیں!
بخشوانا جب ہمارا ، آپ کے قابو میں ہے

جسم و جاں جلتے ہیں فرقت میں نبی کی رات دن
دل نہیں آتش کی چنگاری مرے پہلو میں ہے

مشک و عنبر کو میسر وہ نہ پھولوں کو نصیب!
آپ کی زلفوں سے بہتر کوئی بھی خوشبو میں ہے

کعبۂ مسلم جُدا ہے، کعبہ دل ہے جُدا!
سجدہ گاہِ عاشقاں محراب دو ابرو میں ہے

اچھے اچھے اور بھی دیکھے ہیں گلشن دہر میں!
گلشنِ بطحا مگر بے مثل رنگ و بو میں ہے

ہے سراپا دردِ کوئل، درد ہے آواز میں!
دیکھنا کس درد سے مصروف تو ہی تو میں ہے

در پہ پیشانی گھسوں آنکھوں کو تلووں سے ملوں
یہ تمنا ساتھ لے کر دل مرے پہلو میں ہے

کیا مدینے کے چمن سے ہو کے آئی ہے ابھی
کس لیئے یہ دلکشی قمری تری کو کو میں ہے!
کس لئے ہو خوف تربت کے اندھیرے کا مجھے
رُوئے زیبا کا تصور جب مرے پہلو میں ہے
الفتِ حضرت کا ناقدؔ ایک ادنیٰ ہے یہ وصف
یہ کمالِ نعت گوئی اور پھر ہندو میں ہے

خُدا کے پیمبرؐ بڑی شان والے

پنڈت چرنجیو لال صاحب فانیؔ

خدا کے پیمبرؐ، بڑی شان والے
ترے در پہ آئے ہیں ایمان والے
سکھایا جنہیں تو نے آنسو بہانا
ترے در پہ معمول ہے ان کا آنا
نہیں جانتے ہیں کہیں اور جانا!
ترے عاشقِ زار پہچان والے
خدا کے پیمبرؐ، بڑی شان والے

محبت مجسم کا ہے یہ پردہ اٹھا دے
ہمیں احمدِ پاک جلوہ دکھا دے
بنا دے ہمیں مست و بیخود بنا دے
بڑے تیرے ملنے کے ہیں ارمان والے
خدا کے پیمبرؐ، بڑی شان والے،

ترے در پہ آئے جو بن کے سوالی
انہیں تو نے بخشا خزانوں کے والی
ترے در سے جائے گا فانیؔ نہ خالی
بڑی شان شوکت بڑی آن والے
خدا کے پیمبرؐ، بڑی شان والے،

رسولوں میں انتخاب بھی ہے، زمیں پہ گردوں رکاب بھی ہے

لالہ چندی پرشاد صاحب شیدا دہلوی

وہ رنگ لطفِ سحاب بھی ہے، نسیم رحمت مآب بھی ہے
رسولوں میں انتخاب بھی ہے، زمیں پہ گردوں رکاب بھی ہے
رفیق بھی ہے، خلیق بھی ہے، شفیق و رمز طریق بھی ہے
وہ ایک بحرِ عمیق بھی ہے، بشر فرشتہ جناب بھی ہے!
وہ پیکرِ نور ہے مجسم وہ رازِ عرفانِ حق کا محرم
وہ عاجزوں بیکسوں کا ہمدم، وہ اک جلالت مآب بھی ہے
رحیم بھی ہے کریم بھی ہے نعیم بھی ہے حکیم بھی ہے!
جہاں میں فضلِ عظیم بھی ہے علیم راہِ صواب بھی ہے
نئے رسالت کا نورِ پیکر، خُمِ حقیقت کا صاف منظر
وہ بادۂ معرفت کا ساغر جہاں میں وُورِ شراب بھی ہے
وہ بحرِ عرفاں کا ہے سفینہ کہ حق کا سینہ ہے اک خزینہ
ہے بامِ حقانیت کا زینہ وہ گویا بے حساب بھی ہے
شفیع بھی ہے رفیع بھی ہے، سمیع بھی ہے خبیر بھی ہے
بصیر بھی ہے نصیر بھی ہے، مگر وہ اُمّی خطاب بھی ہے
وہ ذرہ ہو کر بھی مہر ٹھہرا، وہ قطرہ ہو کر بنا ہے دریا
بشر بھی فوق البشر ہے یکتا وہ بحر بھی ہے حباب بھی ہے
وہ سینہ اس کا فلک فضا ہے وہ قلب اس کا رہ صفا ہے
وہاں وہ بیدار رہنما ہے خضر جہاں محوِ خواب بھی ہے
وہ قابِ قوسین کا نظارہ حبیب کہہ کر جسے پکارا!
احد کا احمد سے ہے اشارا سوال بھی ہے جواب بھی ہے

ہے رُوحِ فردوس کا خزانہ کہ نعت گوئی کا ہے ترانہ
کہ حسن کا شیدا ہے اک زمانہ یہ باغِ رضواں کا باب بھی ہے

محمدؐ عربی

لالہ دھرم پال صاحب گپتا وفا - مدیر اعلیٰ روزنامہ تیج - دہلی

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت — ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے
شراب نوشی کی بدعت کو اس طرح روکا — کہ اس کا پینا پلانا حرام ہو جائے
سکھایا اہلِ عرب کو برابری کا سبق — کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے — کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے
عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا — تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے
ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا — بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے
رفاہِ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین — لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

وفاؔ جہاں میں وہ عالی مقام ہوتا ہے
عطا جسے مئے عرفاں کا جام ہو جائے

کبیر داس جی

نبھ[1] کا در کھلا نہیں، نبی گئے اوہ پار!
جیسے چھیچھ[2] - اچھچھ[3] ماں، نکل جات اوہ پار

(معراج کی شب آسمانوں کے دروازے بھی نہیں کھلے - مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمانوں سے اس طرح گزر گئے - جیسے نگاہ شیشہ کے پار ہو جاتی ہے)

۱ نبھ - آسمان ۲ چھیچھ - نگاہ ۳ اچھچھ - شیشہ

ہمسر ہے کون شانِ رسالتمآب کا

ممتاز الشعراء منشی پیارے لال رونق دہلوی

حاصل شرف ہے کس کو خدا کی جناب کا
ہمسر ہے کون شانِ رسالتمآب کا!

چمکا جو نورِ حسن رسالت مآب کا!
روشن ہوا چراغ جہانِ خراب کا

عاشق ہوں اس جناب رسالتمآب کا
کونین ایک ذرہ ہے جس کی جناب کا

پردہ حضور نے جو اٹھایا حجاب کا!
آنکھوں میں نور دے گیا گوشہ نقاب کا

دم میں براق پر سرِ عرش بریں گئے
تھا معجزہ یہ آپ کے پائے رکاب کا

پیتے ہی آ گیا جو انا الحق زبان پر
منصور نام ہو گیا مستِ شراب کا

غش کر گئے تھے جو کبھی جلوے خیال میں
ابتک ہی نظر میں اک عالم ہے خواب کا

بحرِ روانِ زیست میں موجِ فنا بھی ہے
ہستی ہے اپنی رازِ شکستِ حباب کا

لیکر سیاہی نورِ رخِ آفتاب سے!
لکھنا ہے وصف حسنِ رسالت مآب کا

اُن نے کرشمہ سازیِ رنگِ فریبِ دہر
آبِ رواں پہ ہوتا ہے دھوکا سراب کا

بحرِ نبیؐ میں دیکھی ہے دل کی کبھی تڑپ
برقِ تپاں ہے رنگ مرے اضطراب کا

دے جائے لطف دل کو مرے کیف سرمدی
کر دیں جو مست دے کے وہ ساغر شراب کا

رونق سخن کو میرے نہ حاصل ہو کیوں شرف
مداح ہوں جناب رسالت مآب کا!

محبوبِ ربّ العالمیں

جنابِ شاکر صاحب دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکن

سردفترِ کون و مکاں، شاہنشاہِ دُنیا و دیں!
احمد محمدؐ مصطفےٰ، محبوبِ رب العالمیں

ہیں سالکِ راہِ صفا، ہیں مالکِ ملکِ خدا
ان کے لئے سب کچھ ہوا، خورشید مہ، چرخ بریں

شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، خیرالوریٰ، نور الہدیٰ
شانِ خدا، فضلِ الٰہ، شاہنشہِ کرسی نشیں

ختم الرسل، ہادیٔ کل، ہیں باعثِ ہر جزو و کل
سلطانِ دیں، شمس الیقیں، ہیں رحمۃ اللعالمیں!

اک کنزِ مخفی تھا خدا، حضرت نے ظاہر کر دیا
اب خلقِ خلقت سے کھلا یہ رازِ رازِ ما و طیں!

حامیٔ ملت ہیں یہی، ماحیٔ بدعت ہیں یہی!
علمِ شریعت ہیں یہی، ہیں یہ طریقت آفریں

مفتی احکامِ خدا اکرم بہ اکرامِ خدا!
ملہم بہ الہامِ خدا، ہیں مہبطِ روح الامیں

وحدت کے مظہر ہیں یہی، کثرت کے مصدر ہیں یہی
مطلوبِ داور ہیں یہی۔ ہیں یہ حبیب العالمیں

مخلوق میں یکتا ہیں یہ، کثرت میں بے ہمتا ہیں یہ
کیا جانے کوئی کیا ہیں یہ، ان کا کوئی ہمسر نہیں

اللہ کی آیت ہیں یہ، اللہ کی حجت ہیں یہ!
اللہ کی رحمت ہیں یہ! ہیں رحمۃ اللعالمیں

اسبابِ عالم کا سبب، اعلم ہیں پر اُمی لقب
جبریلؑ کرتے ہیں ادب، ایسے ہیں یہ بالانشین
بسم اللہ قرآن کن، دیباچۂ علم و سخن!
سر دفترِ علم لدن، سرچشمۂ دنیا و دیں!

چراغ انجمن

بابو شیام سندر صاحب باہر کاشمیری

توحید اور ایمان کو — اس ایزدی پیمان کو
جب توڑ دے سارا جہاں — اور چھوڑ دے سارا جہاں
نورِ ازل کی اک کرن — ہوتی ہے اکثر ضو فگن
بنتی ہے وہ ظلمت شکن — مثلِ چراغِ انجمن

یونہی تھیں طاری شورشیں — یونہی تھیں برپا وحشتیں
دنیائے ہفت افلاک پر — ارضِ حجازِ پاک پر
نکلی حرا کے غار سے — یا دامنِ کہسار سے
اک روشنی اک زندگی — مشعل ہدایت کی بنی
اور نور برساتی ہوئی!
دنیا کو روشن کر گئی!

نعتِ فارسی

جناب امر چند قیسؔ جالندھری (ہوشیارپور)

بہ چشمم ضیا از جمالِ محمدؐ — بہ قلبم غنا از خیالِ محمدؐ
چہ پرسی ز مرگ و حیاتم؟ چہ پرسی؟ — فراقِ محمدؐ وصالِ محمدؐ
اگر جانم از تن برآید، برآید — ز دل بر نیاید خیالِ محمدؐ
ز تعریف بالا ز توصیف بیروں — جلالِ الٰہی، جمالِ محمدؐ
نگنجد بہ چشم و دلم حسنِ دیگر — کہ وقف است بہر جمالِ محمدؐ
مثالِ محمدؐ چہ جوئی؟ چہ جوئی؟ — نہ یابی، نہ یابی، مثالِ محمدؐ
سخن می رود روز و شب در ملائک — کہ یکساں بُدے حال و قالِ محمدؐ
قمر شق شدہ در ثبوتِ رسالت — ہماں بود سحرِ جلالِ محمدؐ

اگر پرسی از قیسؔ، من با تو گویم!
یکے از غلامانِ آلِ محمدؐ!

دربارِ مدینہ

بابو روشن لعل صاحب نعیمؔ ڈیرہ غازیخاں

للہ ملا دیجیے سرکارِ مدینہ — مر جائے نہ یہ ہند میں بیمارِ مدینہ
حسرت ہے کہ دم نکلے درِ شاہِ عرب پر — مدفن ہو تہِ سایۂ دیوارِ مدینہ
اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک — کافی ہے مجھے گوشۂ گلزارِ مدینہ
بن جاؤں میں دیوانہ سرکارِ مدینہ — لگ جائے الٰہی مجھے آزارِ مدینہ
چھا جائے میری قبر پہ رحمت کی گھٹا — ہر بار شب و روز ہوں انوارِ مدینہ
مر جائے نعیمؔ الفتِ سرور میں الٰہی — تعویذِ لحد ہو درِ دربارِ مدینہ

رُوئے منوّر آپ کا!

لالہ بیلی رام صاحب رؔام کشمیری تلمیذ حضرت طاؔلب بنارسی

آپ وہ ہیں کبریا کے دل میں ہے گھر آپکا ۔۔۔ آپ اس کے پیارے ہیں او وہ ہے دلبر آپکا
کیوں نہ مجھ کو آرزو ہو آپ کے دیدار کی نبی ۔۔۔ پڑھ چکے ہے خلد بریں سے بھی مجھے در آپکا

رات ہو، دن ہو، سحر ہو، شام ہو یا دوپہر
منتظر رہتا ہے سائل کے لئے در آپ کا

جو ہمارے پاس ہے وہ آپکا ہے یا نبی ۔۔۔ جانِ شیریں آپکی، دل آپکا، سر آپ کا
گر تمنا ہے کوئی تو ہے یہی دل میں مرے ۔۔۔ رات دن دیکھا کروں رُوئے منور آپ کا

شاہِ عالیجاہ سے ہے مرتبہ اس کا سوا
خوبیٔ تقدیر سے جس کو ملا در آپ کا

آپ ہی محبوب مولا، شافعِ محشر ہیں آپ ۔۔۔ آپ ہی تسنیم کے مالک ہیں کوثر آپ کا
ظلمتِ کفار کا اندھیر کیونکر چل سکے، ۔۔۔ غیرتِ خورشید جو ہو وہ ہے اختر آپ کا

نیرِ اعظم بنا ہر ذرہ ریگِ عرب
اے محمدؐ دیکھ کر روئے منور آپ کا

فائدہ پاتے تھے یکساں دوست دشمن آپ سے ۔۔۔ پیش تھا سب کے لئے دستِ مخیر آپ کا
رؔام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پروا نہیں ۔۔۔ رؔام سے لیکن نہ چھوٹے گا نبیؐ، در آپکا

فدا۔ یا محمدؐ

(چودھری بِتّو رام صاحب کوثری)

مدینے میں مجھ کو بُلا یا محمدؐ
ذرا اپنا کوچہ دکھا یا محمدؐ

نہ فرقت میں مجھ کو رُلا یا محمدؐ
نہ عاشق کو اپنے ستا یا محمدؐ

مجھے لوگ کہتے ہیں دیوانہ تیرا
کہوں اور کیا ماجرا یا محمدؐ

نہ کھو دو لگا برقِ تجلّی سے آنکھیں
تصوّر ہے تیرا سدا یا محمدؐ

خدا تیرا عاشق، تو عاشق خدا کا
میں کم دونوں پہ ہوں فدا یا محمدؐ

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ

نہیں بادشاہوں کی کچھ مجھ کو پروا
ترے در کا ہوں میں گدا یا محمدؐ

نہ رندوں کی صحبت نہ زاہد سے نسبت
مرا حال کیا یہ ہوا یا محمدؐ

تمہاری بدولت خدا مجھ کو بخشے
ہو مقبول مری دعا یا محمدؐ

ترا کوثری رہتا ہے ہندوؤں میں
ہے ظلمت میں آبِ بقا یا محمدؐ

شرابِ طہور

ہز اکسیلنسی مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب بہادر شاد کے۔سی۔آئی۔ای۔
وزیرِ اعظم دولتِ آصفیہ۔حیدرآباد دکن

ساقیا ہاں پلا شرابِ طہور
تاکہ ہو جاؤں نشے میں پھر چُور

نعت کرنی ہے مجھ کو ان کی رقم
ہے لقب جن کا سرورِ جمہور

اے زہے رہنمائے ہر دو جہاں
جن کی خالق نے سعی کی مشکور

بات ہر اک ہے معجزہ اُن کی
ہے علوم لدنیہ پہ عبور

ان کا کہنا ہے وحی یوحیٰ
نہ بناوٹ نہ اس میں کچھ ہے قصور

ان کا پرتو ہے سب جلال و جمال
حرمین ان کے نور سے معمور

رحم اس کا ہے پردہ پوشِ جہاں
قہر ہے اس کے کفر ہے مقہور

کروں افشائے راز گر انا الحق
اس زمانے کا میں نہیں منصور

میں بھی ادنےٰ غلام ہوں ان کا
دل سے ہوں معترف بعجز و قصور

سارے عالم میں فیض جاری ہے
نعتیں کیونکر اس کی ہوں محصور

تو وہ مقبول ہے کہ بعدِ خدا
نام تیرا ہے عرش پہ مسطور

تیرے در کا گدا ہوں میں شاہا
حادثاتِ جہاں سے ہوں مجبور

دشمنوں کا ہے ہر طرف زرغہ
کیجئے ان کو آپ ہی مقہور!

رہوں میں مستِ نشۂ توحید
دے مجھے جرعۂ شرابِ طہور

مرضِ ہجر سے ہوں میں بیمار
اس لئے مجھ کو کہتے ہیں رنجور

میرا شیوہ رضا ہے اور تسلیم
دور ہے مجھ سے سب فریب اور زور

دل سے زنگِ دوئی مٹے میرے
ہے حاصل ہمیشہ قربِ حضور!

ہے یہ اُمید تجھ سے روزِ جزا
تیرے زمرہ میں میں بھی ہوں محشور

میرا مسکن ترا مدینہ ہو!
تیرے قدموں سے میں نہوں کبھی دور

یہ جبیں میری اور ترا در ہو! مجھے دل سے یہ بات ہے منظور
ترا دیوانہ مجھ کو لوگ کہیں تیرا مجنوں مجھے کریں مشہور
آرزو ہے کہ میری کشتیِ عمر بحرِ ہستی سے کر چکے جو عبور
جا لگے ساحلِ مدینہ پر
شادؔ ہو جائے نا دلِ مجبور

نہ جاہ و حشم سے ہے

مہاراجہ شادؔ صاحب وزیرِ اعظم

رونق جود و جہاں میں شاہِ امم سے ہے
سارا ظہور آپ ہی کے دم قدم سے ہے
در کے ترے فقیر ہیں تیرے ہی ہم غلام
جنت سے واسطہ نہ غرض کچھ ارم سے ہے
اس پر جو ہو کرم تو یہ ناشاد شاد ہو
محزوں دلِ حزیں جو بسر کے الم سے ہے
لَاتَقْنَطُوا ہے جو تسلی مرے لئے!
اُمید مجھ کو تیرے ہی فضل و کرم سے ہے
واقف نہ ہوگا رازِ فنا و بقا سے وہ
مطلب اگر بشر کو وجود و عدم سے ہے
ہے آرزو کہ آپ کے در پہ پڑا رہوں
دولت سے کچھ غرض ہے نہ جاہ و حشم سے ہے
اے شادؔ خوب نعت میں تم نے کھلائے گل
پھولی پھلی یہ شاخ تمہارے قلم سے ہے

پھر منتظر ہے وقت کسی انقلاب کا

جناب سودار گوربخش سنگھ صاحب مخمور جالندھری (جالندھر)

پھیلا اُفق پہ نورِ رسالت مآب کا
ہیبت سے مُنہ اترنے لگا آفتاب کا

سیاحِ عرش سائرِ کون و مکاں ہے تو
روح الامیں ہے نام ترے ہمرکاب کا

دنیا و دیں تو تیری محبت کا نام ہے
جھگڑا ہے سب فضول عذاب و ثواب کا

دی تو نے کفر زار میں توحید کی اذاں
بدلا ہے تو نے رنگ جہانِ خراب کا

وحدت کا اک معنئ آتش نوا ہے تو
ہر نغمہ کفر سوز ہے تیرے رباب کا

کونین کو کمالِ تجلی عطا کیا!
قائل ہوں تیرے جلوۂ آئینہ تاب کا

کیں وسعتِ نگاہِ نبی نے صراحتیں
مشکل تھا ورنہ درس خدا کی کتاب کا

انوار عام ہیں درِ پاکِ رسول کے
اس جلوہ گہ میں کام نہیں ہے حجاب کا

تاروں میں روشنی ہے تو پھولوں میں تازگی
یہ وقت ہے ظہورِ رسالت مآب کا

ہے وادئ حجاب میں ذروں کو اضطراب
پھر منتظر ہے وقت کسی انقلاب کا

ظلمت کدوں میں ہیں سحرِ نو کی تابشیں
یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآب کا

مخمورؔ کیفِ نورِ رسالت سے مست ہوں
سب جانتے ہیں میں نہیں خوگر شراب کا

مارا ہے مجھے عشقِ رسولِ عربیؐ نے

جناب منشی پیارے لال صاحب رونق

دی دادِ سخن مجھ کو ہر اک بے ادبی نے
اعزاز بڑھایا ہے مرا نعتِ نبیؐ نے

دل چھین لیا ایک جوانِ عربیؐ نے
مختارِ دو عالم شہ امی لقبیؐ نے

اک شور ملائک میں ہوا صلے علےٰ کا
رکھا جو قدم عرش معلےٰ پہ نبیؐ نے

تقدیر کو پیٹوں کہ میں قسمت کو الہیٰ!
محروم رکھا کعبہ سے راحت طلبی نے

پہنچا ہی دیا مجھ کو لبِ کوثر و تسنیم
کچھ مضطربی نے مری کچھ تشنہ لبی نے

رہتا ہے مری آنکھوں میں کونین کا جلوہ
بخشا ہے مجھے نور وہ دیدارِ نبیؐ نے

دو ٹکڑے قمر کے ہوئے انگلی جو اٹھائی
اک معجزہ ادنیٰ سا دکھایا یہ نبیؐ نے

یثرب مجھے جلدی سے بلا بھیجئے شاہا!
کر رکھا ہے بے چین زیارت طلبی نے

رگڑ رگڑ کے قدم پر قدمِ پاک کو چوما!
کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے

تعظیم مری حشر میں کرتے ہیں ملائک!
وہ مرتبہ بخشا ہے مجھے نعتِ نبیؐ نے

پھر دل کو ہوئی ہے ہوسِ سیر مدینہ!
بے چین کیا پھر مجھے جنت کی ہوا نے

فریاد کرلی جاؤں شہیدوں میں الٰہی
مارا ہے مجھے عشقِ رسولِ عربیؐ نے

صد شکر کہ رونق مری امید پہ آئی
بلوا لیا دررومنہ پہ مجھے آج نبیؐ نے

بطحا کا بسیا

یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب بہادر شادؔ

مورا بطحا کا بسیا چھین لیو، من کو — چھین لیو من کو اور تن دھن کو
مورا بطحا کا بسیا چھین لیو من کو

مکھ پر ڈار کے میم کا پردا — موہ لیو سائیں بندرا بن کو
مورا بطحا کا بسیا چھین لیو من کو

ذات رصفت کا وہی وسنی ہے — اپنا کیو دا کے سنگھاسن کو
مورا بطحا کا بسیا، چھین لیو من کو

آکر جگ میں بھروپ لینو! — کا کہوں گوئیاں من موہن کو
مورا بطحا کا بسیا چھین لیو من کو

بار بار آوت ہے یہی من میں — شادؔ کے گلے سے لگاؤ سجن کو
مورا بطحا کا بسیا چھین لیو من کو

نعتیہ رُباعیات

از جناب اختر رضوانی (جالندھر)

پورا نام ۔ ستیہ پال **تخلص** ۔ اختر رضوانی

عمر ۔ پچپن سال **قابلیت** ۔ میٹرک ۔ منشی فاضل

پیشہ ۔ اخبار نویسی ۔ شعر و شاعری اور تالیف و تصنیف

تصانیف ۔ (۱) رنگ و سرور (۲) نقش مستقل (۳) حدیث غم (۴) سنگ و آئینہ (۵) نئے عنوان (۶) عکس جمیل (۷) خد و خال (۸) حاصل غم ۔

(۱)

جمہور و مساوات کا پیغمبر ہے
آئینۂ حالات کا پیغمبر ہے
اے خطۂ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبر ہے

(۲)

سچ ہے ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اس صدق کا ایثار کا ثانی نہ ملا!
ویسے تو ملے لاکھ نقوشِ تازہ
لیکن ترے کردار کا ثانی نہ ملا

(۳)

تاریکیوں کا نقش مٹایا تو نے!
وحدت کا نیا گیت سنایا تو نے
صدیوں سے جو روشن تھا چراغِ باطل
تنویرِ صداقت سے بجھایا تو نے

(۴)

شہکارِ محبت ترا افسانہ تھا!
تفریق و تعصب سے تو بیگانہ تھا
ہر حال میں تھا ٹھاٹھ شہنشاہوں کا
مانا ترا انداز فقیرانہ تھا!

(۵)

از خاکِ عرب تا بہ عجم مانتے ہیں!
ہاں صاحبِ الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دیر نشیں بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہلِ حرم مانتے ہیں

اِس خاکسار نے

چودھری دِتّو رام صاحب کوثری

جس دم دبا دیا مجھ کو گناہوں کے بار نے — میں شافعِ گنہ کو لگا پھر پکارنے
حضرت نے آ کے مجھ کو سبکدوش کر دیا — رحمت بڑی کی شافعِ روزِ شمار نے
دیکھا بنا کے جبکہ محمدؐ کا حسن و نور — محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے
منکر نکیر کرنے لگے عذر و معذرت — کس کا لیا ہے نام یہ صاحب مزار نے
دنیا میں بے شمار خطابات آج تک — شاہوں سے پائے بعض صغار و کبار نے
لیکن خطاب مجھ کو ملا سب سے خوب تر — حسرت بڑی کی جس کی ہر اک شہریار نے
رندِ خرابِ ساقیِ کوثر مجھے کہو! — بخشا ہے یہ خطاب شہِ ذوالفقار نے

ہے نام دِتّو رام تخلص ہے کوثری
دیر و حرم کی سیر کی اس خاکسار نے

نعت رسولؐ

پورا نام ۔ نریندر سنگھ **تخلص** ۔ سارنگ جالندھری
عمر ۔ تیئیس سال **قابلیت** ۔ بی ۔ اے
پیشہ ۔ آڈیٹر ۔

کہوں کیا کس قدر بالا نشیں ہے آشیاں تیرا
فرازِ عرش پر دیکھا ہے اسے سرود نشاں تیرا

رسائی پھر یقینی ہے تری اے طالبِ منزل
حبیب کبریا ہو جب امیرِ کارواں تیرا

اُسے دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہیں دنیا میں
بنایا جس نے دل میں اے رسول اللہ مکاں تیرا

خجل ہوں میں گناہوں سے کرم ہو شافعِ محشر
مجھے بھی ہو بقا حاصل ملے جو آستاں تیرا

نگاہِ لطف ہو مجھ راہ گم کردہ پہ یا حضرت
اندھیرے میں بھٹکتا ہوں ، نہیں ملتا نشاں تیرا

اگر کوئی تمنا ہے مرے دل میں تو یہ آقا
دمِ آخر جبیں میری ہو سنگ آستاں تیرا

بہت گھبرا گیا ہوں یا نبیؐ ! آلامِ دنیا سے
سکوں مل جائے ، مجھ کو بھی ملے جو آستاں تیرا

ترا مسکن اگر اے اشک ہو بیت المقدس میں
جلا سکتی نہیں خرمن کبھی برقِ تپاں تیرا

حضرت محمدؐ

قرآن پاک کی روشنی میں

(از جناب بودھم ناتھ دت تاصر - ساہووال (گوجرانوالہ))

زہے عزت و قدر و شانِ محمدؐ جہانِ خدا ہے جہانِ محمدؐ
یہ نکتہ ہویدا ہے مَا یَنْطِقُ[1] سے زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ
کھلی قابَ قوسَین[2] سے یہ حقیقت مکانِ خدا ہے مکانِ محمدؐ!
نہ ہوگی قیامت تلک ختم ہرگز حلاوت اثر داستانِ محمدؐ
محمدؐ سے توحید کا راز پوچھو! بیانِ خدا ہے بیانِ محمدؐ
بہارِ ازل بوستانِ ابد ہے کتابِ خدا، ارمغانِ محمدؐ
رواں تھا، رواں ہے رواں ہی رہیگا قیامت تلک کاروانِ محمدؐ
ہوئے ابتر[3] و بے نشاں اس کے اعداء مگر جاوداں ہے نشانِ محمدؐ!
بہاراں بہاراں، لطافت لطافت خوشا گلشنِ بے خزانِ محمدؐ

لَعَمرُکَ[4] سرودہ بگفتار پاکش،
قسم خوردہ ایزد بجانِ محمدؐ

---

[1] نجم آیت ۴ [2] نجم آیت ۱۰ [3] کوثر آیت ۴
[4] حجر آیت ۷۲-

اے رسول اللہ اے صلِ علیٰ

نام ۔ رشی　　**تخلص** ۔ رشی پٹیالوی

عمر ۔ پینتالیس سال　　**تعلیم** ۔ بی اے

پیشہ ۔ پرسنل سیکرٹری وزیر اعلیٰ پنجاب (چنڈی گڑھ)

تصانیف ۔ افسانوں کا مجموعہ "افسانہ نگار" و دیگر مذہبی کہانیاں اور مضامین کے مجموعہ جات

جناب رشی پٹیالوی (چنڈی گڑھ)

نور جس کا وادیِ سینا میں ہے　　مہر و مہ کی جان ہے جس کا جمال
جس کا پرچا عالمِ بالا میں ہے　　جس کی قدرت ہے کمالِ لازوال

جس کے پروردہ ہیں سب چھوٹے بڑے　　جس کی رحمت سے ہے دنیا فیضیاب
ایک ہیں جس کے لئے اچھے برے　　جس کی بخشش کا نہیں کوئی حساب

جس کو کہتے ہیں ثنا نا آشنا　　جس کی فطرت میں خلل ممکن نہیں
خالقِ کون و مکاں، ارض و سما　　جس کی ہستی کا بدل ممکن نہیں

پاس رہنے پر بھی ہے جو دور تر　　جس کے ہر جلوے میں اک اعجاز ہے
دل میں رہ کر بھی نہیں آتا نظر!　　جس کا چھپنا بھی مجسم راز ہے

اے محمدؐ! اے مکرم! اے کریم　　میں نے اس جلوے کو دیکھا آپ میں
اے جمیل و پیکرِ حق ۔ اے رحیم　　خلق ہے شانِ معلےٰ آپ میں!

آپ کی تعریف کوئی کیا کرے!　　آپ کی تعریف ہو سکتی نہیں

عجز سے بے بسی مجھ سے بے مقدور ہے　　　آپ کی توصیف ہو سکتی نہیں

اے رسول اللہ! اے صلِّ علےٰ　　　آپ نے ادنیٰ کو اعلےٰ کر دیا
ہر طرف ہے آپ سے نور و ضیا　　　آپ نے دل میں اُجالا کر دیا
اے رسول اللہ، اے صلِّ علےٰ

تر ستی ہو گی

منشی شنکر لال صاحب ساقی

جیتے جی روضۂ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا
روح جنت میں بھی ہو گی تو ترستی ہو گی
میں اگر خاک نشیں درِ احمد ہوں گا
رفعتِ عرش کی ہمسر مری پستی ہو گی
سرورِ دیں کی ملی دولتِ دیدار جسے!
پاس اُس کے نہ کبھی تھی دستی ہو گی
پی گیا بھر کے جو جام مئے عشقِ احمد
اس کی مستی کو نہ ہرگز کبھی پستی ہو گی
نعت لکھتا ہوں مگر شرم مجھے آتی ہے
کیا مری ان کے مدح خوانوں میں ہستی ہو گی
کچھ غرض جنت و دوزخ سے نہیں ہے ساقی
ان کے مستوں کے لئے اور ہی بستی ہو گی

احترامِ مصطفےٰ

پورا نام - کرشن لال موہن
تخلص - کرشن موہن
عمر - چالیس سال
قابلیت - ایم اے (انگلش) بی اے آنرز (انگلش) منشی فاضل
پیشہ - انکم ٹیکس آفیسر - نئی دہلی
تصانیف - "شبنم شبنم" دلِ ناداں - تماشائی (غزلوں کے مجموعہ جات)

میمنت آگیں ہے نام مصطفےٰ ۔۔۔ ہے پیامِ حق پیامِ مصطفےٰ
ہیں سلاطیں بھی غلامِ مصطفےٰ ۔۔۔ یہ ہے شان و اہتمامِ مصطفےٰ
اہلِ ظلمت ہو گئے زار و زبوں ۔۔۔ تھا وہ تزک و احتشامِ مصطفےٰ
اہلِ ایماں کے لئے ہر گام پر ۔۔۔ مشعلِ رہ ہے کلامِ مصطفےٰ
کیوں نہ اس کا نام ہو ہر دلعزیز ۔۔۔ ہے ہر اک دل میں قیامِ مصطفےٰ
معرفت کی روشنی کے فیض سے ۔۔۔ تھا فرازِ عرش بامِ مصطفےٰ
اہلِ دنیا پر کھلا معراج سے ۔۔۔ کتنا ارفع ہے مقامِ مصطفےٰ ۔
ایک ہوں کیونکر نہ محمود و ایاز ۔۔۔ ساغرِ وحدت ہے جامِ مصطفےٰ
چھا گیا ہے عرصۂ کونین پر ۔۔۔ جلوۂ حسن تمامِ مصطفےٰ !
کر رہے ہیں اسکی عظمت کے سبب ۔۔۔ برہمن بھی احترامِ مصطفےٰ

بے گماں، اے کرشن موہن ثبت ہے
قلبِ گیتی پر دوامِ مصطفےٰ !!

———— جناب کرشن موہن ایم اے

فرمانِ محمدؐ

جناب ضیاؔ فتح آبادی۔ ایم۔ اے

نام۔ مہرلال سونی   تخلص۔ ضیاؔ فتح آبادی

عمر۔ باون سال   تعلیم۔ بی اے آنرز (فارسی) ایم۔ اے (انگریزی)

پیشہ۔ ملازمت ریزرو بنک آف انڈیا۔ دہلی

تصانیف۔ "طلوع" (قطعات) "نورِ مشرق" (منظومات) "ضیا کے سو شعر" "نئی صبح" (نظمیں۔ غزلیں۔ قطعات) "تریں" (غزلیات)

اسلام کی تعلیم ہے فرمانِ محمدؐ !
توحید کا نشہ مئے عرفانِ محمدؐ

ملتی ہے یہاں روح کو رعنائی و تسکیں
ہے سایۂ حق، سایۂ دامانِ محمدؐ

دامِ ہوس و حرص سے ہوتے ہیں جو آزاد
ملتا ہے انہیں منصب خاصانِ محمدؐ

گھٹتی گئی کوتاہی چشم و دلِ انساں
بڑھتی ہی گئی شوکت دیں، شانِ محمدؐ

ہر نقشِ قدم اس کا نشانِ سرِ منزل
سب قافلے والے ہیں ثنا خوانِ محمدؐ

پردے ابھی آنکھوں پہ جہالت کے پڑے ہیں
پائے تو کوئی کس طرح پایانِ محمدؐ

چمکی گئی دنیا میں ضیاؔ نورِ یقیں سے !
انساں کی تاریخ بعنوانِ محمدؐ

نعت

جناب منور لکھنوی (دہلی)

نام - منشی بشیشور پرشاد **تخلص** - منور لکھنوی

عمر - اڑسٹھ سال

قابلیت - درسی تعلیم انٹرنس - مگر فارسی - عربی - اردو - سنسکرت اور انگریزی کا مطالعہ بھی کافی وسیع اور عظیم ہے -

پیشہ - ۱۹۵۵ء میں ریلوے ڈیپارٹمنٹ (آڈٹ) سے ریٹائر ہو کر ادبی خدمات حصولِ معاش کے لئے لائف انشورنس کارپوریشن کی شائع کردہ کتابوں اور پمفلٹوں کا ترجمہ - نیز محکمہ اطلاعات ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے مختلف اہم اور عظیم کتابوں کے تراجم وغیرہ -

تصانیف - (منظوم) (۱) کائناتِ دل (۲) سوزِ وطن (۳) جگر ہائے لخت لخت (۴) زینۂ گل (۵) تاثراتِ منور (۶) نوائے نو (۷) ادائے نو (۸) ضیائے نو (۹) عطائے نو (۱۰) بنائے نو (۱۱) زعفران زار

بانیِ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب اے محمد مصطفےٰ جانِ عرب شانِ عرب
ظلِ اقدس میں پھلا پھولا گلستانِ عرب جگمگایا نورِ وحدت سے بیابانِ عرب

آپ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر !
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

اپنے مسلک کے محافظ اپنی امت کے کفیل سینۂ شفقت کی خاکِ مدینہ ہے دلیل
آپ نے کر دی نجاتِ روح کی پیدا سبیل حشر میں اہلِ صفا کے آپ ہی ہونگے وکیل

لاکھ کعبے ضو فشاں تھے دیدۂ پر نور میں !
روشنی پیدا نہ تھی ایسی چراغِ طور میں

آپ پر نازل خدائے پاک نے قرآں کیا سرمۂ توحید سے وا دیدۂ عرفاں کیا

آشکارا زندگی کا جوہر پنہاں کیا　　　پیکرِ اقدس کو رشکِ کعبۂ ایماں کیا

جو نہ سمجھیں آپ کا رتبہ وہ اہلِ دل نہیں
اور کوئی جادۂ تسلیم کی منزل نہیں

ورنہ ہے چشمِ ضمیر اب تک نہ صاحبِ دل ہوں میں　　　دور ہے کوسوں جو بیداری سے وہ غافل ہوں میں
ناشناسی رازِ پنہاں حق اور باطل ہوں میں　　　کیسے پیغمبر اسلام کی تفہیم کے قابل ہوں میں

گو مسلماں میں نہیں پر قائلِ اسلام ہوں
کیونکہ مردانِ خدا کا بندۂ بے دام ہوں

غلامانِ محمدؐ

پنڈت بھون نرائن صاحب حامی بریلوی

ہو کس سے بیاں منزلت و شانِ محمدؐ　　　ہے آپ خداوند ثنا خوانِ محمدؐ
ہو کیوں نہ بشر تابعِ فرمانِ محمدؐ　　　فردوس میں جائیں گے غلامانِ محمدؐ
عاصی تپشِ مہرِ قیامت سے ڈریں کیوں　　　کافی ہے انہیں سایۂ دامانِ محمدؐ
پائیں گے اگر حکم تو محشر میں فرشتے　　　آنکھوں سے بجا لائیں گے فرمانِ محمدؐ
ازبسکہ گنہگار ہوں محشر میں الٰہی　　　چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامانِ محمدؐ
اب تک ہے گرفتار اسی پیچ میں سنبل　　　دیکھی تھی کبھی زلفِ پریشانِ محمدؐ
رضواں بھی اشاروں سے بتائیں گے کہ وہ ہے　　　ڈھونڈیں گے جو ہم حشر میں ایوانِ محمدؐ
دیکھیں گی رخِ پاک جو فردوس میں حوریں　　　ہو جائیں گی سو جان سے قربانِ محمدؐ

بخشیں جو مجھے توفیق اگر نعت کی حامی!
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسانِ محمدؐ

نعت

جناب ادیب لکھنوی پرنسپل ہانند مشن اسکول۔ غازی پور

آؤ ہم سب مل کے بیٹھیں پیار کی باتیں کریں
سر زمینِ یثرب سرکار کی باتیں کریں
دو جہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں
فخرِ آدم۔ احمدِ مختار کی باتیں کریں

پریم کی گنگا بہائی جس نے ریگستان میں
روحِ تازہ پھونک دی مٹتے ہوئے ایمان میں

وہ صداقت کا علمبردار، وحدت کا خطیب
ظاہر و باطن کے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیاء پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدائے پاک و برتر نے کہا جس کو حبیب

دم قدم سے جس کے حق کا بول بالا ہو گیا
نورِ وحدت ہر طرف پھیلا، اُجالا ہو گیا

تھی رسولِ پاک سے پہلے جہالت ہر طرف
تھا عرب کی سرزمیں پر دورِ ظلمت ہر طرف
بھائی بھائی میں بھی تھی رسمِ عداوت ہر طرف
معجزہ کس کا تھا جو پھیلی اخوت ہر طرف

آئی بت خانوں سے بھی اللہ اکبر کی صدا!
حمدِ خالق کی صدا، نعتِ پیمبر کی صدا

شفیعِ عاصیاں

پنڈت ھر کشن لعل صاحب سابق مہتمم خزانہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئے کشمیر

اے سرورِ پیغمبراں ! اے صاحبِ ہر این و آں
بہ ہر نفس ، بہ ہر زباں توئی شفیعِ عاصیاں !

صلِّ علیٰ محمدؐ

خجل زما ثنائے تو ! کہ دو جہاں برائے تو
فلاک زیرِ پائے تو فرشتگاں فدائے تو

صلِّ علیٰ محمدؐ

محبوب ذاتِ کبریا نشانِ شانِ مصطفیٰ !
رفیع تر، بعج و ما زِ تو مقامِ انبیاء

صلِّ علیٰ محمدؐ

زمیاں گناہ کردہ ام ! خود را بہ چاہ کردہ ام
عالم تباہ کردہ ام ! عقبیٰ سیاہ کردہ ام

صلِّ علیٰ محمدؐ

واری مقام بالیقیں ! قرینِ رب العالمیں
منم بہ خاطرِ حزیں ز اعمال زیست شرگیں

صلِّ علیٰ محمدؐ

جا بگیر چشم درد شوی شفیع من اگر شوی
در عمر راہبر شوی بہ حشر چارہ گر شوی

صلِّ علیٰ محمدؐ

درُود و سلام

جناب عرش ملسیانی، بی۔ اے

ہے جبریل در کا غلام اللہ اللہ — نبوت کا یہ اہتمام اللہ اللہ
یہ شانِ فصاحت یہ آیاتِ مصحف — کلیم اللہ اللہ، کلام اللہ اللہ
ہوئے نذرِ شاہِ جہانِ رسالت — یہ تحیتِ درود و سلام اللہ اللہ
لبِ مصطفےٰ پر یہ اسرارِ وحدت — یہ بادہ یہ مینا یہ جام اللہ اللہ
نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق — پیامی سراسر، پیام اللہ اللہ

یہ ملت کی شیرازہ بندی کا آئین
یہ تنظیمِ دیں کا نظام اللہ اللہ!

کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ

بلندی پہ اپنا نصیب آگیا ہے — درِ پاکِ مولیٰ قریب آگیا ہے
زباں پر جو ذکرِ حبیبؐ آگیا ہے — مرا وقتِ بخشش قریب آگیا ہے
مریضانِ غم کا طبیب آگیا ہے — کہ اے دل، مدینہ قریب آگیا ہے
درِ شہؐ پہ خوش نصیب آگیا ہے — مقدر سے موقعہ عجیب آگیا ہے
مدینہ بالآخر قریب آگیا ہے — مرے کام میرا نصیب آگیا ہے
یہ کہہ کہہ کے دل کو سنبھالا ہے میں نے — ٹھہر جا۔ مدینہ قریب آگیا ہے
بھر آئے ہیں آنکھوں میں آنسو جو ہمدم — خیالِ دیارِ حبیبؐ آگیا ہے
دعا یادِ مولیٰ میں جس وقت مانگی — لبوں پر مرے یا مجیبؐ آگیا ہے
اُدھر روضۂ شہؐ، اِدھر بے قراری — یہ موقعہ بھی کیسا عجیب آگیا ہے
نکلنے کو ہیں دل کے ارماں سحرؔ سب — وہ دیکھو، مدینہ قریب آگیا ہے

پیغامِ محمدؐ

جناب پرکاش ناتھ پرویزؔ، ایم اے

پورا نام - پرکاش ناتھ   تخلص - پرویز

عمر - تیس سال   قابلیت - ایم - اے

پیشہ - سرکاری ملازمت   تصانیف - شفق زار (شاعری) جادۂ منزل (شاعری) اور یادِ رفتہ -

خیال افروز ہے نامِ محمدؐ
بہت افضل ہے پیغامِ محمدؐ

مداوی تیرگیٔ قلب و نظر کی
تجلی پاش ہے جامِ محمدؐ

ہوا عرفانِ ہست و بود اس کو
سُنا جس دل نے پیغامِ محمدؐ

رہے گا تا ابد سرشار و بے خود
ملا جس رند کو جامِ محمدؐ

دل و جاں کیوں نہ ہوں مرہونِ منت
دل و جاں پر ہے اکرامِ محمدؐ

فرازِ زندگانی کا ہے زینہ
جسے کہتے ہیں الہامِ محمدؐ

محمدؐ روحِ انوارِ دو عالم
محمدؐ ہست سردارِ دو عالم

سرکار ہم

پنڈت ھری چند صاحب اخترؔ ایم۔ اے

سبز گنبد کے اشارے کھینچ لائے ہیں ہمیں
دیکھئے دربار میں حاضر ہیں لے سرکار ہم

یا الٰہی کس طرف کو ہے مرا عزمِ سفر
خضر کہتے ہیں کہ ساتھ آئیں ذرا سرکار ہم

نامِ پاکِ احمدِ مرسل سے ہم کو پیار ہے
اس لئے لکھتے ہیں اخترؔ نعت میں اشعار ہم

جناب اکمل جالندھری

پورا نام ۔ پنڈت رام پرتاپ **تخلص** ۔ اکمل جالندھری
عمر ۔ ۵۵ سال **تعلیم** ۔ ایف ۔ اے
پیشہ ۔ ملازمت ریلوے ڈیپارٹمنٹ
تصانیف ۔ شعری مجموعہ (۱) بوئے گل ۱۹۵۸ء (۲) نالۂ دل ۱۹۶۲ء

کیا شان ہے جنابِ رسالت مآب کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی

بخشا کلامِ پاک سے رنگِ حیاتِ نو
تعلیم کہہ رہی ہے مقدس کتاب کی

مذہب کو زندگی کے عمل سے ملا دیا
ممنونِ التفات ہے اُمت جناب کی

ہاں چشمۂ مروت و الطاف دیکھنا
جائے نہ آبرو مری چشمِ پُر آب کی

قرآنِ پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب کی

مرہونِ لطف صرف مسلمان ہی نہیں
منت کشِ کرم ہے خدائی جناب کی

میرے بھی حالِ زار پہ ہو اک نگاہِ لطف
بگڑی بنانے والے جہانِ خراب کی

ہو جس کے دستِ شوق میں دامن جناب کا
کیا اس کو فکر پرسشِ یوم الحساب کی!

اکمل کہیں مقامِ ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہیں رسالت مآب کی!

نعت

امر چند قیس، جالندھری

نعتِ احمد ہے زبانِ خامۂ تحریر پر
ناز کرتا ہے مصوّر آپ کی تصویر پر!
سر بہ سر گنجِ معانی آپ کا ایک ایک حرف
سر بہ سر مبنی ہے قرآں آپ کی تقریر پر
قبلۂ روحانیاں ہے آپ کی آرام گہ
ناز ہے یثرب کو اپنی خوبیٔ تقدیر پر
بزمِ عالم ہے ضیا بار آپ کی تنویر سے
صد چراغِ طورؔ، قرباں آپ کی تنویر پر
آبِ حیواں جرعہ کش ہے اس لبِ تقریر سے
حرفِ تقریر آپ کا ہے جس لبِ تقریر پر
آپ نے پیدا کیا ایسا اثر تکبیر میں!
وجد کرتے ہیں فرشتے نعرۂ تکبیر پر
فوج سے مطلب نہ کچھ طبل و علم سے واسطہ
آپ کے خادم ہیں نازاں نعرۂ تکبیر پر
مردِ مسلم کی ہے جنت سایۂ شمشیر میں!
آپ نے یہ نقش کندہ کر دیا شمشیر پر
قیسؔ! ہم کو یاد آتی ہیں وہ اطہر ہستیاں
جب نظر پڑتی ہے اپنی آیۂ تطہیر پر

محمدؐ

از جناب مہرلال صاحب ضیاء فتح آبادی ایم اے

جگایا تو نے اقوام عرب کو خواب غفلت سے
کیا آزاد عقل و ہوش کو دام جہالت سے

منظم کر دیا تو نے سب اجزائے پریشاں کو
سکھایا بیٹھنا مل جل کے آپس میں محبت سے

سبق توحید کا ہر روح کو از بر ہوا آخر
ترے ہمراہ دنیا ہو گئی تیری صداقت سے

غلام مادیت رہ نہ جائے تا کوئی انساں
کیا روحانیت کو عام تو نے علم و حکمت سے

رسالت در حقیقت جسم کا جاں سے تعلق ہے
کسی کو کس طرح انکار ہو تیری رسالت سے

یہ راز زندگی روشن کیا تو نے زمانے پر
کہ بنتا ہے مکمل آدمی حق کی عبادت سے

اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تری امت
کوئی امت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری امت سے

تاثراتِ شمیمؔ

نتیجۂ فکر جناب سردار شیر سنگھ صاحب شمیمؔ فرخ آبادی سٹی مجسٹریٹ

رواں ہوں جانب کوئے محمدؐ
دکھا دے اے خدا روئے محمدؐ

ہیں عنبر بار گیسوئے محمدؐ!
صبا لائی ہے خوشبوئے محمدؐ

جنہیں ہو دیکھنا نورِ الٰہی!!
وہ دیکھیں جلوۂ روئے محمدؐ

حقیقت آشنا ہونے کے باعث
ہمیں فردوس ہے کوئے محمدؐ

وہ ہے اسرارِ غیبی کا خزانہ
جسے سمجھے ہو پہلوئے محمدؐ

پئے حسنین عہدِ کم سنی میں
بنا تھا تکیہ زانوئے محمدؐ

چھپالیں گی خطائیں عورتوں کی!
بروزِ حشر بانوئے محمدؐ

عجب کیا ہے مرادِ دل بر آئے
نگاہِ یاس ہے سوئے محمدؐ

شمیمؔ ایسا بشر بھی کوئی ہوگا!
نہ ہو جو شائقِ کوئے محمدؐ

جناب ادیب لکھنوی ایم اے

پورا نام۔ کرشن لال　　**تخلص۔** ادیب لکھنوی

عمر۔ ۶۱ سال　　**تعلیم۔** ایم۔ اے (فارسی)

پیشہ۔ پرنسپل مہانند مشن سکول۔ غازی آباد

تصانیف۔ اسکولوں کے متعدد نصاب، شرح جات، چھوٹے بچوں کی ایک اردو کتاب۔ مجموعہ رباعیات۔

السلام اے رہبرِ دنیا و دیں　　السلام اے رحمۃ للعالمیں
السلام اے فخرِ آدم السلام　　السلام اے نازشِ روح الامیں

تیرا نقشِ پا چراغِ حق نما
ہر سخن تفسیرِ قرآنِ مبیں

ہر قدم تیرا دلیلِ راہ دوست　　تذکرہ تیرا حدیثِ دلنشیں
ہے وہ دل آئینہ صدق و صفا　　جس میں ہو تیرا تصور جاگزیں

تیرے نقشِ پا کے ذرے دیکھ کر
ہیں ستارے چرخ پر روشن جبیں

شاد ہیں دنیا میں تیرے ذکر سے　　ہے نجاتِ آخرت کا بھی یقیں

پیغامِ عرفان

(از جناب اختر بھنگالوی)

پورا نام - شوچرن داس **تخلص** - اختر بھنگالوی

عمر - ۵۵ سال **پیشہ** - تجارت

تصانیف - ہیر جوبان (ایک تاریخی ناول) تفسیر حیات (شعری مجموعہ)

دل آویز ہے قابلِ داد ہے محمدؐ کا کیا خوب ارشاد ہے
خلاصہ ہے قرآن کے فرمان کا کہ لالچ نہ کر مال کا جان کا!
یہ بیکار ہیں تاج و تخت و نگیں اگر دل حقیقت کا قابل نہیں
اگر خوش روی خوش اساسی نہیں تو محرم حق شناسی نہیں
اگر تیرا شیوہ ہے مکر و ریا پتہ مل سکے گا نہ ایمان کا
تو مذہب کو پہچانتا ہے بتا؟ خدا کیا ہے یہ جانتا ہے! بتا؟
عزیزوں کی خدمت ہو تیرا شعار اسی میں ہے مستور راز دقار
کبھی سن سکے تو جو پیغام غیب ہنر میں بدل جائیں سب تیرے عیب
درندوں کی عادات سے باز آ! بدی سے برائی سے خود کو بچا
کیا نام بدنام انساں کا!! اگر کام اپنایا شیطان کا!
جکڑ نہ سکے حسیں کو دام شہی فریب اس سے ممکن نہیں ہے کبھی
اگر پاس صدق و صفا ہی نہیں اگر تجھ کو خوفِ خدا ہی نہیں
اگر دل پہ ہے نقش عشق بتاں خدا کا فقط نام زیبِ زباں
تو پھر کچھ نہیں شوکتِ ظاہری عبث ہے ترا دعوی برتری

ارے زندگی ہے مثالِ حباب پلٹ کر نہ آئے گا دورِ شباب
کرے گا اگر حق سے تو اجتناب رہے گا ہمیشہ شکارِ عذاب

رہے دل اگر حق سے ناآشنا　　نہیں اس میں کچھ زندگی کا مزا
نہیں قابلِ اعتنا زندگی　　اگر دل نہیں قابلِ بندگی!
انہیں فکرِ ظلمت نہ خوفِ سحاب　　ہمہ نور ہیں جو ہمہ آفتاب

تو اخترؔ کسی کا بھی دل نہ دُکھا
اسی میں ہے پیغام عرفان کا

جلوہ حضورؐ کا

لالہ مرلی دھر شادؔ دہلوی۔ پروپرائٹر لائل پور کاٹن ملز لمیٹڈ (دہلی)

جلوہ دکھا دے مجھ کو خدایا حضورؐ کا !
لکھنا ہے آج مجھ کو سراپا حضور کا

آنکھوں میں ہے حضورؐ کے جلووں کا سلسلہ
جنت کو جھانکتا نہیں خادم حضورؐ کا

چمکے گا چاند بن کے یہ تربت میں حشر تک
دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضورؐ کا

حسرت ہے یہ حضورؐ کے قدموں میں جان دوں
ارماں ہے کہ دیکھ لوں جلوہ حضورؐ کا

سودائی ہم کو کہتے ہیں سارے زہے نصیب
روزِ ازل خریدا تھا سودا حضورؐ کا

دلِ شادؔ فیضیاب زیارت سے وہ بھی ہو
ہے جان و دل سے شادؔ بھی شیدا حضورؐ کا

بلبلِ بستانِ مدینہ

جناب لیفٹیننٹ رائے ساحر سامی بی۔ اے تحصیلدار پٹیالہ

اے باعثِ صد فخر جہاں شانِ مدینہ　　اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ
اے موجبِ صد شانِ وطن جانِ مدینہ　　اے رنگِ وفا زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جانِ مدینہ

ملت پہ تیری رنج و مصیبت کی گھٹا ہے　　امت پہ تیری سایۂ صد کرب و بلا ہے
حیراں ہمیں گردشِ گیتی نے کیا ہے　　بس صبح و مسا اب تو یہی لب پہ دعا ہے
روشن ہو تیرے نور سے ایوانِ مدینہ

کرتا تھا ہمیں بادۂ عرفاں سے تو سرشار　　تو نورِ صداقت کا تھا دنیا میں علمدار
تو تھا نہ کسی سے نہ کوئی تجھ سے تھا بیزار　　ایمان کا رہبر تھا تو اے پیکرِ انوار
کہتے ہیں تجھے شمعِ شبستانِ مدینہ

ہوں نغمۂ توحید سے معمور فضائیں　　بادل کی گرج میں ہوں مسرت کی صدائیں
اک کیف میں ڈوبی ہوئی سرمست ہوائیں　　آمد کا تیرے مژدۂ جاں بخش سنائیں
روشن ہو تیرے نور سے ایوانِ مدینہ

لب پہ میرے اب اک یہ دعا صبح و مسا ہے　　میرے دلِ مضطر کی فقط اب یہ صدا ہے
کانوں میں گلوں کے بھی یہی کہتی صبا ہے　　اب کوئی دعا ہے تو یہی میری دعا ہے
ہو روح مری بلبلِ بستانِ مدینہ

ہاں طالبِ دیدار کو پھر جلوہ دکھا دے　　ہر ذرہ کو پھر رشکِ سرِ طور بنا دے
آ اور خلش پھر دلِ ساحر کی مٹا دے　　پھر آ کے دلآویز کوئی نغمہ سنا دے
اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ

نعت

جناب نباضِ سخن، ممتاز الشعراء جناب پنڈت رتن پنڈوری (گورداسپور)

پورا نام ۔ پنڈت رلا رام
تخلص ۔ رتن پنڈوری
عمر ۔ ساٹھ سال
قابلیت ۔ ادیب فاضل، منشی فاضل، ایس ٹی سی
ملازمت ۔ درس و تدریس
تصانیف ۔ (۱) نورتن (۲) دستور القواعد (۳) معاون الادب (۴) رہنمائے ادب (۵) داستانِ ادب (۶) فرشِ نظر (۷) گردابِ حزن (۸) پیغامِ عمل (۹) ہند کے مسلم شعراء ۔

آیا ہے لب پہ نام رسولِ کریمؐ کا
جلوہ تڑپ اٹھا ہے ریاضِ نعیم کا

برسا جو ابرِ آپ کے لطفِ عمیم کا
گلزار بن کے کھل گیا شعلہ جحیم کا

بحرِ عدن میں لاکھ ہوں لولوئے شاہوار
کچھ رنگ روپ اور ہے دُرِّ یتیم کا

اے اہلِ بزم جانبِ بطحا چلا ہوں میں
پیغام لے کر آیا ہے جھونکا نسیم کا

خلدِ بریں جچے مری نظروں میں کس طرح
دیکھا ہے ایک پھول ریاضِ نعیم کا

اللہ رے خاکِ بیتِ مقدس کا مرتبہ
مسجود ذرہ ذرہ ہے عرشِ عظیم کا

حسنِ ازل نے بھی شہِ والا کی داد دی
اعجاز جب عیاں ہوا ماہِ دونیم کا

وحدت کو ناز کیوں نہ ہو احمدؐ کی ذات پر
سمجھا جس نے راز الف لام میم کا!

شافع اگر حضورِ رسالت مآب ہوں
پھر کیوں نہ فیض عام ہو ربِ کریم کا

شاہد نہ ہو سکا کبھی مشہود سے الگ
نورِ خدا ہے نور رسولِ کریم کا

کیونکر بیاں ہو مدحتِ خیرالبشر رتنؔ
یہ ہے تنگ قافیہ مری طبع سلیم کا

میلادُ النبیؐ

جناب جگن ناتھ کمال۔ کرتارپوری

دنیا پہ جب وہ ساعتِ اکرام آ گئی
اپنی جگہ پہ گردشِ ایام آ گئی!
دن ڈھلتے ڈھلتے دھوپ لبِ بام آ گئی
تفسیرِ والضحےٰ کے لئے شام آ گئی

واللیل تھی شروع کہ خورشید چھپ گیا
چھپتا نہ کیوں یہ مہرِ رسالت کا وقت تھا

اس جھٹ پٹے میں آنکھ ستاروں کی کھل گئی
آئی جو چاندنی تو سیاہی بھی گھل گئی
دنیا تمام اوس کے چھینٹوں سے دھل گئی
کل کائنات رت جگا کرنے پہ تل گئی

قدرت نے احترام یہ اُس رات کا کیا
سرمہ بنا کے دیدہ و دل میں لگا لیا

پھیلی یہ بات انجمنِ کائنات میں
رحمت کو اضطراب سے اللہ کی ذات میں
نکلے گا آفتاب وہ تاریک رات میں
اک نور پھیل جائے گا راہِ نجات میں

سن کر یہ بات وقتِ گریزاں ٹھہر گیا
باگیں کھچیں تو ابلقِ دوراں ٹھہر گیا

عرشی تھے ذرّات کو تاباں کئے ہوئے
قدسی تھے شمعِ دل کو فروزاں کئے ہوئے
فرشی تھے دل کے داغ نمایاں کئے ہوئے
ساری خلا کو تھی چراغاں کئے ہوئے

لطفِ خلش ادا کے دلِ بے قرار میں
عالم سنور کے بیٹھ گئے انتظار میں!

جب آمدِ حضورؐ کے آثار ہو گئے
نزدیک و دور چرچے و اخبار ہو گئے
جنّ و ملک سلام کو تیار ہو گئے
حاضر سبھی ثوابت و سیار ہو گئے

دستِ خدا نے کھول کے بابِ انقلاب کا
سورج کیا طلوع رسالت مآب کا!

کیا کیا نہ معجزے ہوئے وقتِ ورود میں — مصروف تھے ملائکہ ذکر و درود میں !
مشغول تھے بشر بھی قیام و قعود میں — یعنی کہ ہست و بود تھے سجدہ سجود میں

کہتے تھے سب کہ صلِّ علےٰ کیا ظہور ہے !
تنویر ہے کہ جل علےٰ شمعِ طور ہے

ظاہر جب آنحضورؐ کے انوار ہو گئے — آتشکدے تھے جتنے وہ نی النار ہو گئے
کسریٰ محل میں ڈھیر وہ مینار ہو گئے — لات و ہبل بھی ساجدِ سرکار ہو گئے

نکلا جب آفتاب وجودِ حضورؐ کا
گُل ہو گیا چراغ ، بتوں کے غرور کا

محبوبِ حق کی خوبیٔ تقدیر کی قسم ! — تخلیقِ کائنات کی تدبیر کی قسم !
وعدۂ شفاعتِ تقصیر کی قسم ، — یا حضرتِ رسولؐ کی تنویر کی قسم !

جس کو نصیب ہو گیا دیدار آپ کا
پروانہ بن گیا وہ سرکار آپ کا

اعمالِ اصفیا کا خلاصا رسولؐ تھے — اوصافِ اولیاء کا خلاصا رسولؐ تھے
افضالِ انبیاء کا خلاصہ رسول تھے — تخلیقِ کبریا کا خلاصا رسولؐ تھے

اب اور وصفِ گوہرِ مقصود کیوں کروں
اِس حسنِ لاحدود کو محدود کیوں کروں

بانیٔ اسلام سے

جناب بشیشور پرشاد صاحب منور لکھنوی (دہلی)

زبانِ حال ہے شاہد، زبانِ قال گواہ — کلامِ پاک خدا، بات بات آپ کی ہے
عروج آپ سے تھا گو تمام راتوں کا! — حقیقتاً شبِ معراج رات آپ کی ہے

اسی سے ہے لقبِ پاک سرورِ کونین
یہ عرش و فرش، یہ کل کائنات آپ کی ہے

نفس نفس سے فروزاں ہوئے حرم کے چراغ — تمام نورِ الٰہی حیات آپ کی ہے!
اب اور اس کے سوا کیا ہو گا — عطائے دولتِ ایماں زکات آپ کی ہے

ہے مرتبہ اُسے دارالسلام کا حاصل!
شریکِ دل نگہِ التفات آپ کی ہے

نہ انبیاء کو میسر نہ اولیاء کو نصیب — جو منزلت دمِ صوم و صلوٰۃ آپ کی ہے
کنارِ ایزدِ مطلق میں جلوہ فرما ہیں — نہیں کسی کی جو شانِ نجات آپ کی ہے

یہ شرحِ صدر کی لذت ہے آپ سے منسوب
یہ روشنی سرِ شاخِ نبات آپ کی ہے

عرب کو جس نے بنایا جوابِ صدِ فردوس — بس ایک ذاتِ ستودہ صفات آپ کی ہے
صنم کدوں میں بھی ہے اعترافِ عظمتِ خلق — کہ برتری سرِ لات و منات آپ کی ہے

ہے کون شیخِ معظم[1] کی جو کرے تردید!
خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپ کی ہے

---

[1] مراد ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر سے ....
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (فانی مراد آبادی)

شبِ اسریٰ

منشی شنکر لال صاحب ساقیؔ سہارنپوری

فلک پر دُھوم تھی وہ شاہِ دو عالم آنے والا ہے
مدینہ کی زمیں سے عرشِ اعظم تک اُجالا ہے

گئے روح الامیں خود براق بادِ پا لے کر
فرشتوں نے نیا اک راہ نوراتی نکالا ہے

ہجومِ نجم سے تھی صورتِ آرائشِ محفل!
ہر اک جا چاندنی کے فرش کا نقشہ نرالا ہے

زباں کھولی ہے زہرہ مشتری نے مدح خوانی کو
اُجالا مشعلِ ماہِ منوّر کا دو بالا ہے!!!

کیا آراستہ ہے گلشنِ جنت کو رضواں نے
تنِ حورِ بہشتی نور کے سانچے میں ڈھالا ہے

کھڑے ہیں صف بہ صف قدسی ادب سے اپنے موقع پر
بہم مل مل کے تختِ عرش کاندھے پہ سنبھالا ہے!

ہرا ہر لفظ نعتِ احمدی سے دُرِّ یکتا ہے
لکھا جو دائرہ ہے، وہ مہِ کامل کا ہالا ہے!

ہوئی کافور نورِ مصطفےٰ سے شرک کی دولت
سیاہی سے ندامت کی دلِ کفار کالا ہے

صفاتِ ذاتِ احمد لکھ سکوں کیا میری طاقت ہے
خیالِ اہلِ دانش جب یہاں مکڑی کا جالا ہے

وہی ہے پاک دل، ہے جس کو وردِ کلمۂ طیب
لکھی معراج جس نے اس کا ساقیؔ بول بالا ہے

زیبائے محمدؐ

جناب پربھو دیال عاشق لکھنوی

ہر جن و ملک کیوں نہ ہو شیدائے محمدؐ عالم میں ہوا کوئی نہ ہمتائے محمدؐ
ہیں شمس و قمر نقشِ کفِ پائے محمدؐ معراجِ فلک ہے قدِ زیبائے محمدؐ
ہے عرش نہ عالم بالائے محمدؐ

پُر آب رہے نرگسِ شہلائے محمدؐ بیتاب رہے زلفِ چلیپائے محمدؐ
تھی بخششِ اُمت جو تمنائے محمدؐ تا عرش کئی بار گئے آئے محمدؐ
بیکل رہے اُمت کے لئے ہائے محمدؐ

وہ صور کا پھنکنا وہ پڑی مُردوں میں ہلچل ہر ایک کو گھیرے ہوئے افکار کے بادل
سر دُھنتے ہیں کیوں مُردے ہیں ہم ہاتھوں کو مل مل اُمت کے ہر ایک عیب پہ ڈالے ہوئے آنچل
نکلی ہے سرِ حشر تمنائے محمدؐ

دل میں رُخِ محبوبِ الٰہی کی ضیا ہے آنکھوں میں جمالِ گلِ عارض کی فضا ہے
آزارِ محبت مجھے قسمت سے ملا ہے بازارِ شفاعت میں خریدارِ خدا ہے
سر پہ لئے پھرتا ہوں میں سودائے محمدؐ

سچ کہو ان آنکھوں سے کوئی اور بھی دیکھا؟ پایا ہے کسی اور نبی نے بھی یہ رتبا؟
بتلا تو سرِ عرش بریں کون ہے پہنچا؟ اللہ رے زینت تری اے عرشِ معلےٰ!
جھومر ہے ترا نقشِ کفِ پائے محمدؐ

قرآں میں سمجھو لکھی شوکت ہے بیاں کی مداحِ نبی تجھے بڑی شہرت ہے یہاں کی
عاشق کی نگاہوں میں بھی عظمت ہے بیاں کی اے اوجِ یثرب یہی حسرت ہے یہاں کی
ہو جاؤں میں گم اور مجھے پا جائے محمدؐ

اعجاز نمائی

(مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب شادؔ وزیر اعظم)

ٹھہرا ہے مدینہ جو مرا کعبۂ مقصود!
لازم ہے کروں جا کے میں اب ناصیہ سائی

صد شکر کہ اپنا مجھے فرماتے ہیں حضرت
بگڑی ہوئی تقدیر کی اب خوب بن آئی

کھچتا ہے مدینہ کی طرف یہ تنِ لاغر
ہوتی ہے اُدھر سے کششِ کاہ ربائی!

اعدا کے جگر خون نہ کس طرح سے ہوں گے
پھر جاتا ہے نظروں میں جو وہ دستِ حنائی

کہتے ہیں جسے عشق وہ نسبت کرے حاصل
زاہد سے کہو چھوڑ دے تسبیح ریائی!

دشمن سے بھی اخلاق سے پیش آتے تھے حضرت
کہتے ہیں اسی خلق کو اعجاز نمائی

دل آپ کا آئینۂ اعجاز نما تھا!
ظاہر میں نظر آتی تھی باطن کی صفائی

ہر ذرہ کو ہے مرتبۂ خورشید کا حاصل
مندر ہو کہ مسجد ہے تری جلوہ نمائی

توحید کی تبلیغ پہ مامور تھے حضرت
دنیا میں تھی عقبیٰ کی یہی خاص کمائی!

جو آکے پھنسا قیدِ محبت میں نبیؐ کی!
پائی نہ کبھی حلقۂ گیسو سے رہائی!

حضرت کو جو حاصل ہوئی معراجِ سرِ عرش
کہتے ہیں اِسی اوج کو قسمت کی رسائی

اخلاق کا تھا آپ کے گرویدہ زمانہ !
تھا آپ پہ ہر فرد و بشر دل سے فدائی

کچھ شک نہیں اے ختمِ رسل شافعِ محشر
شاہی سے بھی برتر ہے ترے در کی گدائی

تاکید اخوت کی تھی ہر فردِ بشر کو !
تا ہونے نہ پائے کبھی آپس میں لڑائی

احسان کسی وقت اگر کرتا عدو بھی !
فرماتے تھے حضرت اُسے ہے یہ بھی تو بھائی

رہنے کے لئے آپ کے تھا خانہ کعبہ
سونے کے لئے بوریہ میں وہ بھی چٹائی

کچھ کام نہ تھا آپ کو دُنیائے دَنی سے
تکیہ تھا توکل کا تو رحمت کی رضائی !

جلوہ جو نظر آیا محبوبِ خدا کا
نظروں میں سمائی ہے مرے ساری خدائی

نیکی سے پیش کرتے تھے دشمن کا ہمیشہ
ہر چند کیا کرتے تھے نہ وُہ ان سے برائی

وہ لوگ جو رستے سے تھے توحید کے گمراہ
ان لوگوں کی حضرت ہی نے کی راہ نمائی

اِس امر کا ہر طرح مرے دِل کو یقیں ہے
واللہ کہ حضرت ہیں ہر اک دُکھ کی دوائی

مِٹ جائے تعصب کی کدورت مرے دِل سے

آئینۂ دل کی مرے ہو جائے صفائی
توحید کی مے دیجئے اے ساقیِ کوثر!
تا دل میں کرے صورتِ حق جلوہ نمائی
دشمن جو ستاتے ہیں تو کہتا ہوں یہی میں!
حضرت کی دہائی ہے، دہائی ہے، دہائی
قسمت کے ستارے کو ہوا اوج پھر اے شاد
تقدیر موافق ہوئی، تدبیر بن آئی!

صحرائے مدینہ

لالہ لچھمی نرائن صاحب سخا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جے پور

ہشیار رہیں بادیہ پیمائے مدینہ
جنت کی عوض دے نہ دیں صحرائے مدینہ
مجھ کو تو وہاں کا خس و خاشاک ہی لا دو
پُر کیف ہیں مستوں کو سب اشیائے مدینہ
کوثر تو ہے حصہ میں اسے بھی ابھی پی لیں
زمزم میں بھی ہے نشۂ صہبائے مدینہ
یہ خلد ہے یاں ہو کے بھی اک راہ گئی ہے
مضطر نہ ہوا ہے جو شش سودائے مدینہ
قدسی سے سنو روضۂ اطہر کی بزرگی
عرشی سے سنو رتبہ والائے مدینہ
اب دیر نہ کر اس دلِ ویراں کو سخا کے
آباد کر اے انجمن آرائے مدینہ!

تنویر میں ہے!

منشی لچھمی نرائن صاحب سخا بی۔ اے سب جج جے پور،

شرح اوصافِ پیمبر میری تقدیر میں ہے
میری تقریر میں ہے جو وہی تحریر میں ہے

بات جب ہے وہ مجھے خود ہی بلالیں یثرب
عشق کا لطف اگر کچھ ہے تو تاثیر میں ہے

ہوں غلامِ شہِ دیں عرش پہ رکھتا ہوں دماغ
لطف دنیا کی یہ کب عزت و توقیر میں ہے

دل میں گر عشقِ نبی ہو تو ہے انساں انساں
ورنہ کیا خاک پھر اس خاک کی تصویر میں ہے

ہم نے وہ شمس میں دیکھی نہ قمر میں دیکھی
بات جو روضۂ پُر نور کی تنویر میں ہے

جب سے ہے نامِ نبی نقشِ نگینِ دل پر!
عرش تک فرش سے جو ہے میری تسخیر میں ہے

لے فلک دیکھ لے جاتے ہیں مدینہ کو ہم!
اپنی تقدیر میں جو ہے وہی تدبیر میں ہے

ہے شفاعت میں ترے کچھ بھی ہو رازِ بخشش
کچھ بھی ہو سترِ شفاعت مری تعمیر میں ہے

سفرِ یثرب و بطحا میں تامل کیسا!!
شوق کہتا ہے کہ حرماں اسی تاخیر میں ہے

جبہ سائی ہے نصیب آپ کے در پر مجھ کو
اس سے کھلتا ہے کہ جنت مری تقدیر میں ہے

اے رسا جان گئے ہم جاننے والے تجھ کو
نعت لکھتا ہے تو فردوس کی تدبیر میں ہے

شانِ نبوّت

منشی پیارے لال صاحب رونق مصنف دیوانِ رونق

ستارہ اوج پر کیونکر نہ ہو شانِ نبوّت کا — فلک منظر ہے رتبہ تیرے احکامِ شریعت کا
کُھلا تجھ سے جہاں میں رازِ سربستہ حقیقت کا — دکھایا حُسنِ کثرت میں ہے جلوہ تو نے وحدت کا

نہ تجھ سا پیشوائے دیں اگر پیدا یہاں ہوتا
نہ بنیادِ زمیں ہوتی، نہ قائم آسماں ہوتا

جہالت میں تو نے چمکایا ہے وہ آئینہ قرآں کا — کہ جس سے ہر طرف پھیلا ہوا ہے نور ایماں کا
ضیا دیتا ہے بہرِ خیمِ عالم بابِ عرفاں کا! — دلوں میں تو نے جلوہ بھر دیا توحیدِ یزداں کا

جلائی بزمِ امکاں میں وہ مشعل حق پرستی کی
ہوئی روشن حقیقت جس سے تیری پاک ہستی کی

تجھے ختم الرسل کہتے ہیں شاہِ انبیاء تو ہے — جنابِ سرورِ عالم محمد مصطفیٰ تو ہے!
یقیں ہے نائبِ حق ہے حبیبِ کبریا تو ہے — ہمارا پیشوائے دیں ہمارا رہنما تو ہے

ہوئی ہے دم قدم سے تیرے مذہب کی فراوانی
تجھی سے ہے یہاں قائم یہ بنیادِ مسلمانی

نہ ہو کیوں کر زمانہ معتقد تیری رسالت کا — چلایا ہر طرف تو نے یہاں سکہ شریعت کا
ہوا حاصل ہر اک کو سبق قرآں کی آیت کا — چلن ہر سو ہوا تجھ سے عبادت کا ریاضت کا

جبھی تجھ کو شفیعِ دو جہاں حق نے بنایا ہے
کلامِ پاک میں نامِ محمد صاف آیا ہے

دھارا محمدؐ سے

لالہ "تارا چند صاحب "تارا" لاہوری

نہیں تھا جز خدا کچھ پہلے اے تارا محمدؐ سے
ہوا ہے انتظامِ دو جہاں سارا محمدؐ سے

وجودِ عالمِ امکاں بنا سارا محمدؐ سے!
بنا ہے دونوں عالم کی یہ اے تارا محمدؐ سے

اگر سیدھا مقدر ہو تو میں پہنچوں مدینے میں!
جدا ہوں گردشِ افلاک کا تارا محمدؐ سے

مسیحا سے بھی جو ممکن نہ ہوگا روزِ محشر تک
ہمارے دردِ دل کا ہوگا وہ چارا محمدؐ سے

انہیں کی ذات سے یہ جوش ہے دریائے رحمت کا
کہ ہے بحرِ فلک کا بھی رواں دھارا محمدؐ سے

قیامت تک نہ پاتے مرتبہ وہ بادشاہی کا
نہ رکھتے عشق گر اسکندر و دارا محمدؐ سے

ملک بیتاب مجھ کو دیکھ کر کہتے ہیں فرقت میں
محبت کتنی رکھتا ہے یہ بےچارا محمدؐ سے

تعلق حرصِ دنیاوی کا یا رب دور ہو جائے
نہیں یہ ملنے دیتا نفسِ امارہ محمدؐ سے

خدا کرتا ہے لعنت اور فرشتے کرتے ہیں لعنت
جو کوئی دشمنی رکھتا ہے اے تارا محمدؐ سے

شاہِ مدینہ

عرشؔ ملسیانی، دھلوی

کرم کیجئے مجھ پہ شاہِ مدینہ
کنارے پہ لگ جائے میرا سفینہ

تصور ہے برحق تمہارا تصور
وہی خاتمِ دل کا ہے یہ نگینہ

امیدِ شفاعت پہ دن کٹ رہے ہیں
وگرنہ کہاں مجھ میں کوئی قرینہ

ہوس مال و زر کی نہ پروائے دولت
تمہاری محبت ہے دل کا خزینہ

مقامِ نجات اور اس کی بلندی
تمہارا سہارا اگر اس کا زینہ

مرے دل میں کیفِ جمالِ رسالت
خوشا یہ شراب اور یہ آبگینہ

یہی ماحصل عرشؔ ہے زندگی کا
مرا سر ہے اور آستانِ مدینہ

رانا بھگوان داس بھگوانؔ

نعت شریف

کلام اللہ مداح است و محبوبِ خدا باشی
محمد مصطفےٰ و منزلِ صلِ علےٰ باشی

امام المرسلین ختم النبیین و جلوۂ یزداں
فروغ دو جہاں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ باشی

عجم نازاں بہ ذات تو عرب نازاں بہ شان تو
امینِ رازِ توحید و حبیبِ کبریا باشی!

توئی ممدوحِ قرآنی توئی مداحِ یزدانی
نقیبِ وحدتِ یزداں رسولِ دوسرا باشی

توئی در اول و آخر توئی در ظاہر و باطن
توئی مولا توئی والی امیر الانبیا باشی

کلیم و عیسیٰ و یحییٰ و خلیل و آدم و موسیٰ
سلام اے خواجۂ بطحیٰ کہ فخر انبیاء باشی

سلام اے ہادیٔ انساں سلام اے خواجۂ بھگوانؔ
فدائے پاک نام تو محمد مصطفےٰ باشی

سیّد ابرار نے

جناب پردیسی جی صاحب برہمچاری!

پریم کی بنسی بجائی سیّد ابرار نے
پاپ کی کایا مٹائی سیّد ابرار نے

شدر پاپی شدھ ہوکر بن گئے بالکل پوتر!
وہ مدہر بنسی سنائی سیّد ابرار نے

جو تپت اور راکشس تھے ہو گئے ایشور بھگت
ایسی سامرتھی دکھائی سیّد ابرار نے!

پاپ میں ڈوبے تھے جو اُن کو ڈبویا پریم میں
خوب ہی بگڑی بنائی سیّد ابرار نے

ہو گیا ہر من میں ہر ہر آ گیا جی دھیان میں
کچھ عجب شکتی دکھائی سیّد ابرار نے

اُنتی میں کر دیا مندنشت سب سنسار نے
پریم کی مدرا پلائی سیّد ابرار نے

جو اہنکاری تھے اُن سے بھی تو آخر ایکدن
حق کی دلوائی گواہی سیّد ابرار نے

اے پیارے دھرم سے سمبندھ پردیسی کرو
ہے یہی شکشا سکھائی سیّد ابرار نے

مدینے مجھ کو

جناب گوری پرشاد صاحب ہمدم آگرہ

شوقِ پابوس لئے چل تو مدینہ مجھ کو!
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی نے مجھ کو

واپسیں دم ہے مجھے ذکرِ نبی کرنے دو
دوستو موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو

چشم مشتاق ہے در پر، تو ہیں کان آہٹ پر
اُن کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو

کیوں دلِ خستہ مرا ہجر میں بے تاب نہ ہو
ہو گئے اُن کی زیارت کو مہینے مجھ کو

جلوہ احمد مختار کا تو نام ہوا!
پھونک کر خاک کیا دل کی لگی نے مجھ کو

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہیں ساری ادائیں تجھ میں
دی جگہ اپنے دلوں میں تو سبھی نے مجھ کو

عرض کیا حال کروں ہوش نہیں اپنے بجا
جلوہ بے پردہ دکھایا ہے کسی نے مجھ کو

ہو بُرا درد ترا تو بھی دغا دیتا ہے!
ہائے مایوس کیا تیری کمی نے مجھ کو

کیوں نہ ہو فخر یہ توقیر ہے کیا کم ہمدم
بخشدی نعت کی جاگیر نبی نے مجھ کو!

"تو"

جناب پنڈت اندر جیت صاحب شرما، ماچھوڑہ ضلع میرٹھ

مجھے تیری آرزو ہے ! مجھے تیری جستجو ہے !
مرے سر میں تیری بو ہے مرے دل میں تو ہی تو ہے

مری حسرتوں کے مالک !
مری الفتوں کے مالک !

تجھے شہرِ تن میں ڈھونڈا تجھے ماو من میں ڈھونڈا
تجھے انجمن میں ڈھونڈا تجھے ہر چمن میں ڈھونڈا

کسی رنگ میں نہ پایا !
کسی حال میں نہ دیکھا

مری محفلوں کے تزئیں دلِ غمزدہ کے تسکیں
ہے تجھی سے صبر و تمکیں مجھے رکھ نہ ہائے غمگیں

مری چاہتیں ہیں تجھ سے !
مری راحتیں ہیں تجھ سے !

نہ فریبِ زندگی دے نہ حیاتِ دائمی دے
نہ مزاجِ برہمی دے نہ خیالِ خامشی دے

مرے زخمِ دل کو بھر دے
مجھے بے نیاز کر دے

کسی چال میں نہ آؤں نہ فریبِ دہر کھاؤں
میں جدھر نظر اٹھاؤں تجھے بے نقاب پاؤں

مجھے راز داں بنا دے
مجھے راہِ حق دکھا دے

محمدؐ کا

منشی پیارے لال صاحب رونقؔ مصنف دیوانِ رونقؔ

نظر آئے نہ جلوہ ہر گھڑی کیونکر محمدؐ کا	ازل سے ہے دل و دیدہ میں اپنے گھر محمدؐ کا
قلم لاؤں پرِ جبریل بنکر شاخِ طوبیٰ سے	رقم ہو جب کہیں وصفِ رُخِ انور محمدؐ کا
نظر آتی ہے جو صورت سمجھتا ہوں نبی آئے	
ہوا کرتا ہے دھوکا خواب میں اکثر محمدؐ کا	
نہ ڈر تر دامنی کا ہے نہ کچھ خوفِ معاصی ہے	بھروسہ ہے پئے بخشش سرِ محشر محمدؐ کا
کھچا آئینۂ دل پر مرے اک نقشِ صد حیرت	نظر آیا جو عکسِ عارضِ انور محمدؐ کا
نہ پوچھو یہ سرِ عرشِ بریں کس شان سے پہنچے	
شبِ معراج تھا کچھ اور کر و فر محمدؐ کا	
نشان مخلوق کا ہوتا نہ بنتی یہ کبھی دنیا	نہ آتا صورتِ انساں میں گر پیکر محمدؐ کا
کہے کیونکر نہ محبوبِ دو عالم پھر جہاں سارا	کہ خود ہی عاشقِ صادق ہے جبّار محمدؐ کا
بجھے گی تشنگانِ آرزو کی پیاس جنت میں	
نظر آئے گا جلوہ جب لبِ کوثر محمدؐ کا	
یہ وہ ذاتِ مقدس ہے رسالت ختم ہے جس پر	ہوا ہے اور نہ ہوگا اب کوئی ہمسر محمدؐ کا
نہ ہو کیوں قدر رونقؔ درہم داغِ محبت کی	کہ ہے ٹھپّا ہوا سکہ مرے دل پر محمدؐ کا

سرداروں میں

جناب شادؔ صاحب وزیرِ اعظم دولتِ آصفیہ

جب نورِ احد کا آ چمکا، اس دل کے درباروں میں
وحدت آئی کثرت میں یار ملا اغیاروں میں
رنگ دکھایا ایسا اچھوتا اب تک نہ کسی نے دیکھا تھا
گل بن گل میں، کوہ بیاباں، در میں اور دیواروں میں
واہ رے کالی کملی والے، ملکِ عرب کے راج دلارے
روح بدن میں جیسے چھپی ہے ایسا چھپا تھا غاروں میں
ملکِ عرب میں پیدا ہوا سرور ساری خدائی کا!
کون ہوا ہے آج تک ایسا سرکاروں میں سرداروں میں
جگ سے الگ اک پنتھ بنایا سب لوں پر قابو پایا
ایسی محبت ایسی الفت دیکھی نہیں غمخواروں میں
خلقِ مجسم کہتے ہیں جس کو ذات مبارک تھی اس کی
دلبر بن کر دل کو لبھایا ایسا رہا دلداروں میں!
عالم فاضل اہلِ دانش سب کے سب کو رازِ خدا کا
بتلا دیا باتوں باتوں میں اور اشاروں اشاروں میں
شادؔ رہے گی جب تک دنیا نور رہے گا باقی اس کا
باغ و صحرا، دیر و حرم میں ارض و سما سیاروں میں

محبوبِ خدا

بابو برج گوپی ناتھ صاحب بیکلؔ امرتسری

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللساں
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرزِ بیاں
اے زباں کلک اب آتا ہے وقتِ امتحاں
آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبع رواں
آج لب پر ذکرِ محبوب خدا آنے کو ہے!
نازکا پھر وقت اے بختِ رسا آنے کو ہے
اک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی!
ہرطرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی!
شاخ دینداری کی تھی بیطرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اُٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی!
تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پاگئی راحت ترے آنے سے چشم منتظر
کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے!
ذرّے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی!
تیرے آگے آبرو کعنار کی پانی ہوئی!

شبِ معراج

منشی شنکو لال صاحب ساقی سہارنپوری

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پر چاندنی
نورِ محبوبِ خدا سے تھی منور چاندنی !

عرش و کرسی پہ کہاں تھا ماہ کا نام و نشاں
روئے احمدؐ چاند تھا - تھی اس سے یکسر چاندنی

نوُر افشاں جب ہوا وہ آپ کا نورِ جمال
ہو گئی تھی چاند سے بھی پھر تو بہتر چاندنی

خود بدولت جب براقِ باد پا پہ تھے سوار
فرشِ نوری ہر قدم پہ تھی برابر چاندنی

کھل گئی جاتے ہوئے جب کاکلِ عنبر فشاں
ہو گئی فیضانِ نکہت سے معطر چاندنی

کیا کہوں جلوہ تھا کیا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ !
رہ گئی تھی دیکھ کر حیران و ششدر چاندنی

ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا براق !
بن گئے قندیل تارے فرش چادر چاندنی

رحمت خدا کی

لالہ رام چند لال صاحب گوندھر

ازل سے تھا رتبہ تیرا سب سے عالی
تری ذات کہ تھی وہ رحمت خدا کی
کریں تیری توصیف کیوں کر بیاں ہم
کہیں کس طرح سارے رازِ نہاں ہم
نہیں تجھ سے برتر ہوئے اس جہاں میں
تو ہے سب سے افضل زمین و زماں میں
ہے مشہور عالم میں بس نام تیرا!
جہاں سارا لاریب ہے رام تیرا
جہالت کا پردہ اٹھایا ہے تو نے
کہ خورشیدِ عرفاں دکھایا ہے تو نے
رہے جب تلک مہر دنیا میں روشن
دکھائے ہمیں جب تلک چاند روشن
زمانے کی آنکھوں کا تارا رہے تو
حرارت کا عالم کی پارا رہے تو

شانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

لالہ سوداری لعل صاحب نشتر سیکرٹری بزمِ ادب میرٹھ

جنابِ محمدؐ شہِ انبیاء تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے!

طلسمِ عداوت کو حضرت نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا

یتیموں کے محسن نگہباں تھے وہ
غریبوں پہ سو دل سے قرباں تھے وہ

گناہوں کے جس وقت طوفاں بپا تھے
وہی کشتیِ تم دہر کے ناخدا تھے

کیے صاف پہلے تو دل کاوشوں سے
جلا دی پھر اخلاق کی تابشوں سے

بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے
رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے

ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے
وہ شمعِ تجلائے اسلام لائے

نہ کی رنج و غم کی شکایت کسی سے
نہ رکھی جہاں میں عداوت کسی سے

نہ غصہ نہ خفگی نہ نخوت کسی سے
نہ کینہ نہ رنجش نہ نفرت کسی سے

میسر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی
زبانِ محمدؐ خدا کی زباں تھی

زمانہ میں کس طرح رہتی غلامی
کہ تھے آپ آزادیوں کے پیامی

ہیں ممنونِ احسانِ ذاتِ گرامی
عراقی و ترکی، حجازی و شامی

فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

نعت

سوداد کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ

مقدرات سے یہ اہتمام ہو جائے
کہ میری روح کا یثرب مقام ہو جائے
جو کام عشق نبیؐ میں تمام ہو جائے
حصول لذت کیفِ دوام ہو جائے

وصول ہو جو اجل سے پیام ہو جائے
زباں پہ جاری محمد کا نام ہو جائے

یہی ہے ایک تمنائے زندگی ہمدم
حریم پاک میں عرض سلام ہو جائے
درِ رسولؐ پہ جا کر جو ہوں میں سر بسجود
تو شام صبح بنے، صبح شام ہو جائے

رسائی تا بہ درِ شاہِ دو جہاں ہو اگر!
یہی فقیر فلک احتشام ہو جائے

پھر اک جہاں ہے مشتاق یا رسول اللہ
تجلیات کو پھر اذنِ عام ہو جائے
یہ آرزو ہے مدینے پہنچ کے اے مولیٰ
نثارِ روضہ یہ ادنیٰ غلام ہو جائے

سبب شفاعتِ مولیٰ کا ہو تو کیا کہنا
گناہ قابلِ صد احترام ہو جائے

وفورِ شوق میں روضہ کے سامنے گرنا
میرا رکوع و سجود و قیام ہو جائے
حبیبِ پاک بلالیں اگر مجھے تو سحرؔ
مری رسائی طالع کا نام ہو جائے

دیگر

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسولؐ کی!
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی!
ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عقل!
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسولؐ کی

انسان کی سمجھ میں آئی ہے بس اتنی بات
ہے جذبِ ذاتِ حق میں حقیقت رسولؐ کی

تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسولؐ کی

انسانیت، محبت باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی

ترتیب دی گئیں شبِ اسریٰ کی خلوتیں
صلِّ علیٰ یہ شان، یہ عظمت رسولؐ کی

فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفٰےؐ!
احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

دنیا کے بادشاہوں کی پروا ہو کیوں اسے
حاصل ہے جب گدا کو حمایت رسولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِّ دو جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسولؐ کی

بیزار ہو گئی

از شریمتی پُروادتی (بی۔ ڈی) اہلیہ سردار بُدھ سنگھ صاحب بنیر۔ امرت سر،

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہو گئی
میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی

فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنوں کر دیا
میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی

کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی
شکرِ خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی

اخلاقِ احمدیؐ نے ہے حیران کیا مجھے
بی۔ ڈی کنیزِ احمدِ مختار ہو گئی

عرب کا فلک

جناب عرش ملسیانی صاحب ایڈیٹر "آجکل"

رخِ مصطفےٰ کا جمال اللہ اللہ ! | زباں کا وہ حسنِ مقال اللہ اللہ
نگاہوں پہ جادو دلوں پر تسلط | جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ
جہاں کے لئے مژدۂ عیدِ عرفاں | عرب کے فلک کا ہلال اللہ اللہ
جہاں ذکرِ احمد سے لبریز مستی | سرورِ مئے وجد و حال اللہ اللہ
جہالت کی ظلمت ہر اک دل سے بھاگی | یہ تنویرِ شمعِ خیال اللہ اللہ !
یہ نورِ ہدایت یہ تفسیرِ وحدت | عمل سے بھی افضل خیال اللہ اللہ
سزاوارِ فیضِ درِ مصطفےٰ ہے ! ! | سوالی کا دستِ سوال اللہ اللہ
اتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے | نبوت کا اوجِ کمال اللہ اللہ

دیوانہ ہمارا

چودھری دتو رام صاحب کوثری

ہم مرد ہیں اور عشق سے مردانہ ہمارا | محبوب الٰہی سے ہے یارانہ ہمارا
محشر میں بچالیں گے نبی مجھ کو یہ کہہ کر | چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا
کیا اے فلکِ پیر ترا خوف کریں ہم | باہر تری گردش سے ہے کاشانہ ہمارا
کیوں ساقیِ گردوں تو مری کرتا ہے غیرت | تجھ سے نہ بھرا جائے گا پیمانہ ہمارا

کندن ہے وہی کوثری جو خاک میں دمکے
اس واسطے ہے بھیس فقیرانہ ہمارا

نعت

جناب موج فتح گڑھی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمدؐ
بیانِ خدا ہے بیانِ محمدؐ!

محمدؐ کے آگے کوئی کیا ٹھہرتا
خدا خود رہا نگہبانِ محمدؐ!

تھا معراج کا ایک حیلہ وگرنہ!
خدا کو بڑھانا تھی شانِ محمدؐ

مدینے کی ہجرت حریفوں کی حرکت
حقیقت میں تھا امتحانِ محمدؐ

زمیں سے فلک تک فلک سے زمیں تک
ہر اک سمت ہے داستانِ محمدؐ

جہاں سربلندوں نے بھی سر جھکائے
وہی ایک تھا، آستانِ محمدؐ

محمدؐ کی ہستی کا مقصد یہی تھا
چلے راہ پر کاروانِ محمدؐ!

محمدؐ کا ہی فیض اے موجؔ ہے یہ!
کہ سرسبز ہے گلستانِ محمدؐ

سلام

از جناب لالہ رام سروپ شیدا بی۔ اے

اے رسولِ پاک باطن، منزلِ حق آشنا
پیشوائے دین و ملت، حامیٔ ملکِ خدا
تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا
شان میں تیری کہا شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ
بھیجتی خلقِ خدا ہے تجھ پہ یوں صدہا سلام

جور و استبداد سے ہیں سب کے دل زخمی یہاں
چل رہی ہیں ہر طرف ظلم و ستم کی آندھیاں
خون پانی ہو کے اب ہے اپنی رگ رگ میں رواں
وقت ہے امداد کا یہ اے نبیٔ انس و جاں
عرشِ اعظم سے ہے تیرے واسطے اترا سلام

مضطربِ خلقِ خدا ہے وقت ہے یہ جلد آ
ہر طرف افلاس سے اک شورِ محشر ہے بپا
بھائی بھائی لڑ رہے ہیں ہو گئے وقفِ بلا
نالہ ہائے دل سے اپنے گونج اٹھی ہے فضا
اب خدا کے واسطے لے لیجئے میرا سلام

دیر ہے کس واسطے فرمائیے بہرِ خدا
اک زمانہ معتقد ہے آپ کے اخلاق کا
آپ کی تعریف قرآں میں ہے آئی جا بجا
آپ کا ہی ہے لقب خیر البشر، خیر الوریٰ
آپ ہی کے واسطے ہے خلق میں پیدا سلام

ہیں احادیث آپ کی دنیا میں بہرِ انتظام
ہے زبانوں پر رواں وہ آپ کا شیریں کلام
آپ کے الطاف کے شیدا یہاں ہیں خاص و عام
آپ ہی کا نام دنیا میں ہوا خیر الانام
ہے زمانہ میں رواں یہ آپ کا سکۂ سلام

تصویرِ نبیؐ

جناب عرشؔ ملسیانی ایڈیٹر "آجکل"

اے جانِ حزیں چل دیکھ ذرا وہ روضۂ پاک مدینے میں!
جس روضے کی تنویر سے ہے اک نور جہاں کے سینے میں!
تصویرِ محمد صلِّ علیٰ ، تنویرِ نبیؐ سبحان اللہ،
ہے عکسِ حقیقت جلوہ فگن، ہر اک دل کے آئینے میں!
دنیا کی کشاکش میں اے دل یوں راحتِ جنت ملتی ہے
توحید کا نعرہ ہو لب پر ، تصویرِ نبیؐ کی سینے میں
توحید کی مے کا لطف اٹھا ، ایمان کے جام و مینا سے
جب ساقی ساقیٔ کوثر ہو پھر عذر بھلا کیوں ، پینے میں!
اس گیسوئے مشکیں سے پھیلی، گلزارِ دنیا میں خوشبو
اس چہرۂ زیبا کی ہے جھلک جو آب ہے اس آئینے میں،
گرداب کہاں ، طوفان کہاں ، جب حضرت خود ہیں کشتی باں
وہ پار اترا جو بیٹھ گیا ، توحید کے پاک سفینے میں!
اے عرشؔ درِ محبوبِ خدا ، ملجا ہے معتذر والوں کا
کٹتے ہیں تصور میں اپنے گو صبح و شام مدینے میں!

شیدائے مدینہ

لالہ لچھمی نرائن صاحب سخاؔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھیپور

سودا زدہ ہوں وہ کہ ہے سودائے مدینہ — گلزار ارم ہے مجھے صحرائے مدینہ

ہے نغمۂ بلبل میں یہ فریاد کہ وائے

کیوں دور مدینہ ہے یہ شیدائے مدینہ

صیاد ستاتے ہیں کبھی اور کبھی گلچیں — لے جلد خبر اے چمن آرائے مدینہ

ثابت ہوئی ہے خاک تک اکسیر وہاں کی

ہیں مایۂ برکات سب اشیائے مدینہ

اک مستی ہی پہچان ہے عشاقِ نبی کی — ہے عشقِ نبی عرف میں صہبائے مدینہ

ہے بات وہی کہیئے انہیں زینت مکہ

یا کہیئے انہیں انجمن آرائے مدینہ

تھا عرش پہ اک دم وہ یہاں ہے تو ہے اک دم — زیبا ہے غرض کچھ بھی ہو دعوائے مدینہ

کس کا نہیں احمد کے سوا کوئی حبیب اور

ہے کون سراپائے تمنائے مدینہ

دو چار سخاؔ سے بھی ہیں وہاں بھی ملیں گے — ہونے کو تو لاکھوں ہی ہیں شیدائے مدینہ

نعت

جناب راجیندر بہادر صاحب موج بی۔ اے، ایل ایل بی، نائب وکیلِ سرکار فتح گڑھ (یوپی)

خالق نے سنوارا ہے ہر کام محمد کا
گرتوں کا سہارا ہے اک نام محمد کا

حضرت کی صداقت کی عالم نے گواہی دی
پیغامِ الٰہی ہے پیغام محمد کا

خمخانۂ وحدت ہے قرآن جسے کہیئے
لبریزِ مئے عرفاں ہے جام محمد کا

ہر مذہب و ملت پر یکساں ہے کرم جاری
ہے سب کے لئے رحمت اسلام محمد کا

اوہام کی ظلمت میں اک شمعِ ہدایت ہے
بھٹکی ہوئی دنیا کو پیغام محمد کا

تصویرِ حقیقت ہے اک درسِ محبت ہے
ہر بات محمد کی، ہر کام محمد کا

اے موج سہارے کو طوفانِ حوادث میں
اک نام خدا کا ہے اک نام محمد کا

روئے محمدؐ

جناب پنڈت راگھوندر راؤ صاحب جذبؔہ
وکیل رائچور (دکن)

لکھتا ہوں ثنائے رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے روکشِ خورشید فلک روئے محمدؐ
اوصاف محمدؐ کے ہوں ظاہر نہیں ممکن
ہے غیرتِ خورشید فلک روئے محمدؐ

مکے سے مدینے سے ہی پہنچی سر افلاک
بوئے گل رخسارہ و گیسوئے محمدؐ
معراج میں سب چیزیں انہیں دیکھ رہی تھیں
پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمدؐ

حورانِ جناں سب ہوئیں قربان شب معراج
دیکھا جو نہالِ قدِ دلجوئے محمدؐ
اس جذبؔ دل افگار کو دنیا میں کسی شب
یارب تو دکھادے رُخِ نیکوئے محمدؐ

زندہ مثال ہے

پنڈت امر ناتھ صاحب ساحرؔ دہلوی

زیرِ قدم عجب تری شانِ جلال ہے ... آئینہ دارِ کیف و کم اہل و حال ہے
زلفِ حدوث زینتِ رُوئے جلال ہے ... خورشید و ماہ کسوتِ حسن و جمال ہے

کونین جلوہ گاہ تیری بے مثال ہے
رنگِ شہود زیبِ جمال و کمال ہے

دورِ زمانہ صورتِ ماضی و حال ہے ... وہ بعد انفصال یہ قربِ وصال ہے
عالم ظہورِ حسن، خیال و مثال ہے! ... آدم نمودِ صفتِ کلکِ کمال ہے!

زیبائے روشنانِ فلک کا لباسِ نور
تیرے لباسِ حسن ملائک پہ دال ہے

انسان مشتِ خاک سے پیدا ہوا و لے ... تیرے کرم سے عشق کی زندہ مثال ہے
مخلوق پر شرف اسے حاصل ازل سے ہے ... وہ صاحبِ جلال و جمال و کمال ہے

ہے خلقتِ بشر میں یہ رازِ خفی مرا!
کوئی نبی تو کوئی ولی حسبِ حال ہے

حاصل جنہیں نبوت و قربت ہے، ان میں ایک ... تیرا حبیب ہے کہ وہ گوورڈ کا لال ہے
ساحرؔ خموش، سترِ خفی برملا نہ ہو ... طولِ سخن مناظرۂ قیل و قال ہے

بھلا ہو گا

تارا چند صاحب تارا لاہوری

جو رکھتا اپنے دل میں نورِ عشقِ مصطفیٰ ہو گا — تو قندیلِ فلک کی طرح سینہ پُر ضیا ہو گا

ہوا جو اس سے برگشتہ خدا سے اس کو کیا ہو گا

جو مقبولِ نبی ہو گا — وہ مقبولِ خدا ہو گا

اثر اک اک سخن میں اس کی ہو گا اسمِ اعظم کا — وظیفہ اس کا روز و شب درودِ مصطفیٰ ہو گا

غبار اس روضۂ اقدس کا ماتھے پہ لگاؤں گا

گزر اپنا مدینہ میں اگر مثلِ صبا ہو گا!

کدورت دل کی یوں ہرگز نہ جائیگی نہ جائیگی — مگر گردِ مدینہ سے یہ آئینہ صفا ہو گا

کوئی اس روضۂ اقدس کا بتلا دے اگر رستہ

بھلا ہو گا، بھلا ہو گا، بھلا ہو گا، بھلا ہو گا

نہاں اسرارِ عشقِ مصطفیٰ کبتک ہو سینہ میں — یہ افسانہ ضرور اک دن جہاں میں برملا ہو گا

عبادت جان کر حکمِ پیمبر کی اطاعت کر

خدا کے حکم سے خالی نہ حکمِ مصطفیٰ ہو گا

جو ہو تو رُخِ قبلہ رُخِ دل سوئے محمدؐ کر — پھرا بیشک خدا سے جو محمدؐ سے پھرا ہو گا

میں مداحِ محمدؐ ہوں، میں مداحِ محمدؐ ہوں

عدو میرا جو ہو گا، وہ عدوئے مصطفیٰ ہو گا

ثنائے حمد کا یہ جو چمکے گا قیامت میں — اُسی کے نور سے تارا کا بھی تارا چڑھا ہو گا

محمدؐ کا

لالہ لچھمی نرائن صاحب سخاؔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جیپور

نہ ہوتا گر ثنا خواں خالقِ اکبر محمدؐ کا
تو ہوتا خلق پر رتبہ عیاں کیوں کر محمدؐ کا

یہی حجت ہے وحدت کی یہی حجت رسالتؐ کی
ہدایت حق کی کرنا خلق میں آ کر محمدؐ کا

محمدؐ کی بشارت دینے کو پیغمبری پائی!
غرض ممنون ہے ہر ایک پیغمبر محمدؐ کا

ہماری راہ، راہِ حق ہے یہ دعویٰ مسلم ہے
کہ رہبر ہیں محمدؐ اپنے حق رہبر محمدؐ کا

جبیں سائی کی حسرت جبہ سائی کے ارماں ہیں
ہمارا سر ہو یارب اور ہو سنگِ درِ محمدؐ کا

لگی پھرنے بہارِ جنتِ فردوس آنکھوں میں
جو چاہا دل نے دیکھوں روضۂ انور محمدؐ کا

نہ معلوم اس کو بالاتر کہاں جا کر قرار آئے
نہ ٹھہرا خلد میں بھی عاشقِ مضطر محمدؐ کا

نظر میں اپنی یہ کثرت، سراسر نورِ وحدت ہے
نظر سے پوچھ لو احساں ہے جو ہم پر محمدؐ کا

یہاں سیراب زمزم سے کیا ہے تشنہ کاموں کو
کرم تم دیکھنا چل کر لبِ کوثر محمدؐ کا

بس اوصافِ حمیدہ کا خلاصہ اے سخاؔ یہ ہے
ہوا ہے کوئی اب تک اور نہ ہو ہمسر محمدؐ کا

رسولِ عربیؐ

مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب بہادر،

(وزیرِ اعظم دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکن)

آپ کا خوانِ کرم سارے جہاں میں ہے بچھا
یار و اغیار ہیں مہمانِ رسولِ عربیؐ!

آپ کی دید کی خواہش ہے دلِ مضطر کو
مضطرب رکھتے ہیں ارمان رسولِ عربی

انبیاء جتنے ہیں آپ ان کے بھی شافع ہوں گے
سب کے سب مانیں گے احسان رسولِ عربی

باغِ احمد کے ہیں دو پھول حسنؓ اور حسینؓ!
یہی دو ہیں گل و ریحان رسولِ عربی

بخشوائیں نہ اگر آپ مجھے محشر میں!
ہوگا بس ہاتھ میں دامانِ رسولِ عربی

عشق سے بڑھ کے کوئی چیز نہیں پاس مرے
کہ یہی ہدیہ ہے شایان رسولِ عربی

مئے توحید پلا کر مجھے کر دیں سرشار
ہوگا سر پہ مرے احسان رسولِ عربی

کیوں نہ تعریف کریں لوگ سخن کی اے شادؔ
دل و جاں سے ہوں ثنا خوانِ رسولِ عربی

بتایا تو نے

لالہ لال چند صاحب فلکؔ

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے ۔۔۔ کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
ربِ بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکہ ۔۔۔ نقش اوہام پرستی کا مٹایا تو نے

پڑ گئے ماند سبھی شرکِ خودی کے اختر ۔۔۔ مہرِ توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے
جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق ۔۔۔ مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے
باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا! ۔۔۔ اُنس و الفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے

خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے مکی مدنی ۔۔۔ لبِ اعجاز سے قُم کہہ کے اٹھایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی ۔۔۔ خاکِ ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے!
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ ۔۔۔ اونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تو نے

دُخترِ حارثِ غمگیں کو رہائی بخشی
قیدِ پرغم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے
کیوں نہ قربان مسلمان تیرے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے،
گنبد و سقفِ فلک گوشِ زمیں گونج اُٹھے
نعرۂ توحیدِ الٰہ کا جو لگایا تو نے

اُمید کرم ہے

جنابِ گوبند پرشاد صاحب فضاؔ

محمدؐ رہنمائے انس و جاں ہے
رسولِ کبریائے دو جہاں ہے!

وہ ہے مہرِ سپہرِ رہنمائی!
حبیبِ بارگاہِ کبریائی

وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے
شفیع المذنبیں روزِ جزا ہے

زہے رکنِ رکینِ دینِ پناہی
کلیدِ مخزنِ سرِّ الٰہی

لقب ہے سیدِ کونین ذی شان
خدا قرآں میں ہے اس کا ثنا خواں

ہوا دنیا میں یہ رتبہ ہے کس کا؟
سرِ عرشِ بریں پایہ ہو جس کا!

کیے جاری قوانینِ شریعت
عیاں جس سے ہوا رازِ حقیقت

جہاں میں زینتِ آدم ہے اس سے
بنائے دینِ حق محکم ہے اس سے

جہاں میں جو کہ ہیں اربابِ ایماں
کتابِ دیں کے ہیں اس کے سبق خواں

ہوا انگشت کا جس دم اشارہ
کیا اعجاز سے مہ کو دو پارہ

شبِ معراج وہ حکمِ خدا سے
ہوا عازم تو پھر گزرا سما سے

سواری میں براقِ برق کردار!
فرشتوں نے نہ پائی جس کی رفتار

ہوا قربان اس پر چرخِ ہفتم
کیے جس نے تصدق نقد انجم

ہوا جب قرب اس کو کبریا سے
ہوا فائق تمامی انبیاء سے

نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے نہ اب ہے اور نہ ہوگا

نہیں ہرگز یہ طاقت ہے زباں کو
جو نعتِ مصطفیٰ کچھ بھی بیاں ہو

نہیں توصیف کا ہے مجھ کو یارا
کروں اب عرضِ مطلب آشکارا

دعا میری یہ اے شاہِ امم ہے
مجھے بھی تجھ سے اُمید کرم ہے

مجھے درکار ہے اب رہنمائی!
کہ ہو میری بھی اب عقدہ کشائی

کہ لطفِ عام تیرا مجھ پہ اب ہو
جو ہے مقصد مرا حاصل وہ سب ہو

نازوں کا پالا

پنڈت گنیشی لال صاحب خستہؔ دہلوی

بادۂ عصیاں سے کل ملکِ عرب مخمور تھا
سوجھتا اس کو نہ تھا زنہار راہِ ارتقاء

اس فدائے دو جہاں کا دیکھیے لطف و کرم
ریت کے ذروں کو عالم میں کیا جلوہ نما

کاشفِ اسرارِ وحدت یا محمدؐ مصطفیٰ
آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کر دیا

ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت
یا رہِ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما

یا مجسم نورِ قدرت کی تھی اِک تصویر تو
یا مکمل تھا تو اک اظہارِ شانِ کبریا

ناز ہے اہلِ عرب کو ہی نہ تیری ذات پہ
حشر تک تجھ پہ کرے گا فخر سارا ایشیا

حلم کا شربت پلایا جس نے اپنے شیر میں
کون ہے جو نام تیرا اے حلیمہ دے بھلا

فرد تھا ایک کہ عرب کا بن رہا عبد الصنم
ایک عبداللہ تھا جس کے گھر ہوا نورِ خدا

جاہلوں اور وحشیوں کو لایا راہِ راست پہ
آفریں ہمت پہ تیری یا محمدؐ مصطفیٰ

کام تو نے وہ کیا کھا کر فقط نانِ جویں
زندۂ جاوید جس سے دو جہاں میں بن گیا

آج امت کو تری حاصل ہیں تن آسانیاں
ہائے پھر کارِ نمایاں کچھ نہیں اس سے ہوا

بزم میں دریائے الفت رزم میں جنگی جواں
الغرض ہر اک ہنر میں تھا ترا رتبہ بڑا

جنگِ خندق اور پیکارِ اُحد سے ہے عیاں !
تری جرأت اور دلیری اور ترا جود و عطا

آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے
فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کر دیا

وہ زمانے کو نہ سمجھے اس کی کیا رفتار ہے
سر زمیں سے اس کو اپنی کچھ نہیں الفت ذرا

جس کی ذاتِ پاک میں حبِّ وطن کا جوش تھا
اسکی امت سو رہی ہے ہائے اسکو کیا ہوا

ترا قرآں بس پڑھائے حبِّ قومی کا سبق
دم سے تیری روح کے ہو پار بیڑا ہند کا

التجا امت سے تیری یہ دلِ خستہؔ کی ہے
"کام وہ ایسا کرے ہو ملک کا جس سے بھلا"

نعتِ نبیؐ سے

چودھری دلتو رام صاحب کوثری

اُمید میں رکھتا ہوں جنابِ احدی سے
الفت ہے محمدؐ سے محبت ہے علیؓ سے

کیا دشمنِ گمراہ کی ہے اصل و حقیقت
زنہار میں ڈرتا نہیں شیطانِ قوی سے

طفلی سے فدا نام محمدؐ پہ ہوا ہوں
اسلام پہ شیدا ہوں میں سو جان سے جی سے

ہر چند ہے اغیار کا مجمع بڑا بھاری
پر عاشقِ حضرت نہیں ڈرتے کسی سے

مرنے کا مجھے خوف نہ جینے کی ہوس ہے
سر اپنا ہتھیلی پہ ہے کہ دو یہ شقی سے

کیوں دولتِ دنیا کا تجھے زعم ہے غافل
کیوں ناز تو کرتا ہے کہ پر ہیں تیرے کیسے

جو گزری زر و سیم سے قارونِ لعیں پر
گزرے گی وہی تجھ پہ ذرا پوچھ اسی سے

دل دولتِ اسلام سے بندہ کا غنی ہے
آسودہ میں کونین میں ہوں نعتِ نبیؐ سے

ہے کوثریؔ خاک نشیں عاشقِ احمدؐ
مطلق نہیں ہے ڈر اُسے گردوں کی کجی سے

تعلیمِ اسلام

ضیا فتح آبادی - ایم - اے دھلی

کرو تلاش حقیقت کی بزمِ باطل میں — کہ لغزشیں ہیں کہاں پائے عزم کامل میں

خدا ہے ایک نہیں ہے کوئی شریک اس کا

کہاں روا ہے بت خانہ ساز کی پوجا

نجات مذہب و ملت کے اتحاد میں ہے — نویدِ عشرت! باقی خدا کی یاد میں ہے

غلط روؤں کو رہِ مستقیم پر لاؤ!

مقابلہ ہو اگر موت کا، نہ گھبراؤ!

گدا و شاہ میں کچھ امتیاز تم نہ کرو — کسی غلام سے بھی احتراز تم نہ کرو

ستم کا نام مٹا دو، جہانِ ہستی سے

کرو دلوں کو مسخر سمند دوستی سے

پیام ملت و دیں کل جہاں کو پہنچاؤ! — مثالِ ابرِ بہاراں فضا پہ چھا جاؤ

خدا کے نام کو سارے جہاں میں عام کرو

دلوں کو بادۂ وحدت سے شاد کام کرو

بصد شکوہ، بصد شانِ احترام اٹھو — خدا کے کام کو لیکر خدا کا نام اٹھو

جہاں کی آنکھ ہیں سب، قومیں جہاں تم ہو

زمیں پہ صورتِ پہنائے آسماں تم ہو!

جیو تو ذوقِ عبادت کی مستیاں لے کر — مرو تو خونِ شہادت کی سرخیاں لے کر

نعت

از جناب مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب شاد بہادر کے سی آئی ای وزیر اعظم سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن

محمد پہ دِل اپنا شیدا ہوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے !

مزا اس کو آتا ہے عشقِ نبیؐ کا
وہ جس کی نظر میں سمایا ہوا ہے

نہ ہے آپ کا کوئی ہمسر نہ ہوگا
یہ دیکھا ہوا ہے یہ سمجھا ہوا ہے

خداوندِ عالم ہے جس طرح واحد
حبیبِ خدا بھی تو یکتا ہوا ہے

احد اور احمد میں ہے فرق اتنا
یہ بندہ ہوا ہے وہ مولا ہوا ہے

مجھے کوئی کافر کہے یا مسلماں
کہے جس کے جو جی میں آیا ہوا ہے

موحد ہوں عارف ہوں صوفی ہوں پکا
مرے حال پر فضلِ مولا ہوا ہے

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھ کو
یہ عزت ملی ہے، یہ رتبہ ہوا ہے

رسول کا

چودھری دلتو رام صاحب کوثری

درجہ ہے سب رسولوں سے بڑھ کر رسول کا
ثانی کوئی نہیں پس داور رسول کا

کہتے ہیں جس کو عرش بریں جملہ قدسیاں
اپنی نگاہ میں ہے وہ منبر رسول کا !

اُمی لقب اگرچہ تھا اس شاہ کا مگر
تھا صدر علم صدرِ منور رسول کا

مصر و عرب میں روم میں ایراں میں ہند میں
پھیلا جہاں میں علم سراسر رسول کا

کیوں کوثری مجھے ہو طلب عز و جاہ کی !
کیا کم ہے یہ شرف، ہوں ثنا خواں رسول کا

نبیؐ کا عشق

(جناب لالہ لکشمی نرائن صاحب سخاؔ آنریری مجسٹریٹ جیپور)

نبیؐ کا عشق ہو درد جگر - یوں ہو تو بہتر ہے !

جو بندے ہیں خدا کا کچھ اثر یوں ہو تو بہتر ہے

سنا آئے مری نعت اور مرا انعام لے آئے

صبا تیرا مدینہ میں گذر یوں ہو تو بہتر ہے

محمدؐ کو اِدھر مانو، اُدھر اللہ کو جانو

اِدھر یُوں ہو تو بہتر ہے اُدھر یوں ہو تو بہتر ہے

قدم تک ساقیِ کوثر کے ہو اور ہو مدینہ سے

جب اس دنیا سے ہو اپنا سفر - یوں ہو تو بہتر ہے

مری پرسش خدا کے سامنے کیا جانے کیونکر ہو

کہاں ہے نعت گوئے ہند اگر - یوں ہو تو بہتر ہے

کلامِ حق ہو تفسیراً، حدیثِ پاک توضیحاً !

یہ بزم وصفِ احمد رات بھر - یوں ہو تو بہتر ہے

کبھی ہو یادِ کاکل اور کبھی یادِ رُخِ احمدؐ !

بسر عشاق کی شام و سحر - یوں ہو تو بہتر ہے

ادب سیکھو کرو ہر ہر قدم پر شوق کے سجدے

حرم والو مدینہ کا سفر، یوں ہو تو بہتر ہے

میں یارب یہ سرد آہیں مدینہ کی ہواؤں میں

ترے محبوب کو میری خبر، یوں ہو تو بہتر ہے

خدا کی بندگی یہ ہے کہ اول عشق احمدؐ ہو

خدا کا عشق کیا کہنا مگر - یوں ہو تو بہتر ہے

محمدؐ نورِ ایماں ہیں انھیں دل میں جگہ دیجے !

سخاؔ ایمان دل میں جلوہ گر یوں ہو تو بہتر ہے

فضلِ یزدانی

مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب بہادر شادؔ وزیرِ اعظم حیدرآباد دکن

میرا ایمان وحدتِ باری / اس لئے دل ہے میرا نورانی

مجھ کو کہتے ہیں صوفی المذہب / نہ یہودی، نہ ہوں میں نصرانی

کفر کافر ہی کو مبارک ہو / شیخِ کعبہ کو ہو مسلمانی

اور بُت خانہ ہو برہمن کو / مجھ کو کافی ہے عشقِ یزدانی

مسلکِ صلحِ کُل کا سالک ہوں / یہ بھی ہے فضلِ خاصِ ربانی

میں ہوں آزاد اور فقیر منش / گرچہ حاصل ہے قربِ سلطانی

کہتے ہیں مجھ کو خادمِ آصف / جس نے دی مور کو سلیمانی

لیکن اک دوست کی ہے فرمائش / کہ لکھوں اک قصیدہ نورانی

یعنی نعتِ رسولِ پاک لکھوں! / مختصر ہو نہ ہو وہ طولانی!

گرچہ اس راہ میں پیادہ ہوں / اُس پہ افکار کی گرانجانی

پھر بھی رہبر ہوا جو فضلِ خدا / ہو گئی راہ طے بآسانی!

نعت بھی نعتِ صاحبِ لولاک' / نعتِ محبوبِ پاک یزدانی

اشرفِ انبیاء، حبیبِ خدا / زینتِ مسندِ جہاں بانی

وہ ابوالقاسم، احمدِ مختار / جن کی ہے شان، شانِ ربانی

عارفِ ذاتِ واحدِ مطلق! / کاشفِ رازِ قدسِ سبحانی

اُن کا شہرِ مدینہ مسکن ہے / خلد کا ہے جو نقشۂ ثانی

فخرِ آدم ہیں اشرفِ عالم / ہیں یہ کشافِ سرِّ پنہانی

رازِ وحدت کے راز دار ہیں یہ / بزمِ کثرت میں ہیں یہ لاثانی

ان سے توحید نے ترقی کی! / اس تمدن کے ہیں یہی بانی

شاہِ دنیا و دیں، وزیرِ خدا / ان پہ مبذول لطفِ یزدانی

آپ خیر البشر ہیں، کچھ نہیں شک
آپ کی ذات لطفِ سبحانی

بُرجِ خاکی کے مہرِ تاباں ہیں
اللہ اللہ بلند ایوانی

بتکدے میں ہے اور کعبہ میں
اسی خورشید کی درخشانی

کیا سراپا کا ان کے وصف کروں
دونوں عالم ہیں ان سے نورانی

تمکنت میں تھے کوہِ تمکیں آپ
خلق والا تھا رحمِ یزدانی

بذل وجود وعطا کا کیا کہنا
بحرِ رحمت کی ہے جیسے طغیانی

تھے مروّت میں آپ اپنی نظیر!
ہوتی دشمن کو بھی پشیمانی

دھاک بیٹھی تھی دل پہ اعدا کے
تھے شجاعت میں ایسے لاثانی

گو کہ اُمّی جہاں میں تھے مشہور
تھا تکلّم، کلام ربانی!

ابرِ نیساں، رحمتِ حق تھے
بات ہی کیا تھی، گوہر افشانی

ڈال کر دوش پر گلیم سیاہ
سب خدائی پہ کی حکمرانی

بات بات آپ کی حکیمانہ
ہر نصیحت تھی وعظِ عرفانی

سادگی آپ کی سبق آموز
مٹ گئی کافروں کی رہبانی

دخل ہی کیا وہاں تعصب کو
تھا فقط ایک جذبِ روحانی

ادب و خلق اور مروّت سے
پھیلی آفاق میں مسلمانی

ایسے بے مثل بندہ پرور کی
ہو سکے کیا بھلا ثنا خوانی

دست بستہ یہ عرض کرتا ہوں
یا محمد، حبیبِ سبحانی

تم ہو مشہور مالکِ کوثر
دو مجھے بھی شرابِ عرفانی

کر دو سرشار بادۂ توحید
دو پیالے شرابِ ایقانی

دل کا آئینہ صاف ہو جائے
نورِ حق سے بنے یہ نورانی

مشکلیں میری ساری ہوں آساں
ایسا ہو جائے فضلِ یزدانی

فتح و نصرت دے اے مرے اللہ
دشمنوں پر ہو قہرِ یزدانی

آل و اولاد دے رہوں میں شاد
مجھ پہ ہر دم ہو فضلِ یزدانی

نورِ جمالِ لم یزل

لالہ امرناتھ صاحب تپشؔ

اے کہ ترا وجود ہے وجہِ قرارِ دو جہاں — اے کہ تری نمود ہے لطفِ خدائے لامکاں
اے کہ ترے حضور پر سجدہ گزارِ آسماں — اے کہ ترا درود ہے وردِ زبانِ انس و جاں
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

تیرے ہی دم قدم سے ہے زینتِ بزمِ کائنات — کون و مکاں ہے نور سے آئینۂ تجلیات
دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات — بھیج رہا خدا بھی ہے تجھ پہ سلام اور صلوات
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

آنکھ میں تیری مستتر شانِ جلالِ عزّ و جل — رخ پہ ترے ضیا فگن نورِ جمالِ لم یزل
فرق پہ تیرے جلوہ ریز افسرِ ختمِ رسل — قلب میں ہے موجزن بحرِ فضیلتِ عمل
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

جلوہ فگن خدا کا نور، تیری جبینِ ناز پر — جھک گئے جھک کے رہ گئے، دیکھ کے کافروں کے سر
تو ہی خدا کا آخری دہر میں ہے پیامبر — ترا عمل خدا کا حکم، ترا وطن خدا کا گھر
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

آج ہمارے حال پر لطف کی اک نظر بھی ہو — یعنی یہی شبِ الم پیشرو سحر بھی ہو
تیرا غلام نعمتِ خاص سے بہرہ ور بھی ہو — حلقہ بگوشِ مصطفےٰ حاملِ مال و زر بھی ہو
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

نذرِ عقیدت

جناب پربھو دیال صاحب عاشق لکھنوی

از خرابات عمل روئے سیاہ آوردہ ام
اضطراب قلب را پیشت گواہ آوردہ ام
تحفۂ عجیبے بہ قدرت واہ واہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبیں بارِ گناہ آوردہ ام
بر درت ایں بارہا پشت دوتاہ آوردہ ام

عمر بھر گمراہ تھا اب رو براہ آوردہ ام
سر خجالت سے جھکا ہے عذر خواہ آوردہ ام
تیری رحمت کیلئے کیا آہ آہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبیں بارِ گناہ آوردہ ام
بر درت ایں بارہا پشت دوتا آوردہ ام

تیرگی چھپ جائے گی روئے مصفا دیکھ کر
اے شہنشاہِ حسیناں اسطرف بھی اک نظر
بارِ عصیاں سے دبی جاتی ہے پشتِ خم کمر
چشمِ رحمت بر کشا موئے سفیدہ من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

جز سیہ کاری نہ مجھ سے ہو سکا کچھ عمر بھر
شرم کے مارے اٹھ سکتا نہیں یکلخت سر
میری لغزش پر نہ جا اپنے کرم پہ کر نظر
چشم رحمت بر کشا موئے سفیدہ من نگر!
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

ہے تبکدے کی راہ چھوڑی آپڑا در راہِ تو
دل ہٹا کر عشق خوباں سے چلا در راہِ تو
فکر رہتی ہے چلوں صبح و مسا در راہِ تو
آں نمے گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو
ہستم آں گمراہ اکنوں رو براہ آوردہ ام!

کوئی دنیا میں نہیں اپنا سوائے آہِ سرد
در بدر کی ٹھوکروں سے ہو گیا ہے رنگ زرد
شوقِ مایوسی میں در پہ پڑ رہا ہوں شکلِ گرد
عجز و بے خویشی و درویشی و دلریشی و درد
ایں ہمہ با دعویٔ عشقت گواہ آوردہ ام

در بدر بھٹکا رہا ہے رات دن قلب حزیں
چھیننے پر دل تلے ہیں دلربائے نازنیں
کیا کروں جاؤں کہاں کوئی ٹھکانا ہی نہیں
دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں

زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

درپئے گردش ہے گردوں درپئے ایذا زمیں
کرتے ہیں ایمان پر حملہ بتانِ مہ جبیں

لوگ کہتے ہیں کہ تو ہے رحمۃ للعالمیں
دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں

زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

شرم کے مارے اٹھا سکتا نہیں سر کو ذرا
عمر میں دن کٹ رہے ہیں لعب شب کا مشغلا

منہ دکھانے کے نہ قابل آشنہ ہر دوسرا
گرچہ ڈرتے معذرت نگذاشت گستاخی مرا

کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

بعد مدت کے برآیا آج تو ارمانِ طبع
کھل رہے ہیں صورتِ حاجی گلستانِ طبع

بھر کے عاشق غنچۂ مقصود سے دامانِ طبع
سینہ ام با یک گرنخلِ زخارستانِ طبع

سوئے فردوسِ بریں مشتِ گیاہ آوردہ ام

حضرت محمدؐ

پنڈت برجموہن لال صاحب زیبا پرنسپل ہندو کالج امرتسر

گلزارِ وحدت حضرت محمدؐ
انوارِ رحمت حضرت محمدؐ

اللہ رحِ کون و مکاں ہے
روحِ نبوّت حضرت محمدؐ

چشم و چراغِ ہم دین و دنیا
فخرِ شریعت حضرت محمدؐ

اللہ اکبر کے راز داں تھے
تھے رازِ مشیت حضرت محمدؐ

نقشِ دوئی کو مٹا کر ہی اٹھے
مشتاقِ وحدت حضرت محمدؐ

کہتے تھے ہم سے کر محبت
تھے نیک نیت حضرت محمدؐ

راہِ صداقت پہ قائم رہے وہ
تھے مردِ ہمت حضرت محمدؐ

اپنے مریدوں پہ ہر دم فدا تھے
تھے وقفِ امت حضرت محمدؐ

ہے دل میں حسرت زیبا تو یہ ہے
دکھلائیں صورت حضرت محمدؐ

خاتمِ پیغمبراں

نذرانۂ سخن مسٹر چمن لال صاحب چمن ایڈیٹر طمانچہ لاہور

وہ خاتمِ پیغمبراں — وہ شاہ — وہ شاہِ شہاں
وہ غمگسارِ بیکراں — روحِ روانِ عاشقاں
محبوب ربِ دو جہاں!

وہ جس کے آنے سے کھلی — دِل کے گلستاں کی کلی!
پھر پھولنے پھلنے لگی — جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی، پھوٹی ہوئی

مشرق سے مغرب تک ہوا — اک دم اُجالا نور کا!
اور کفر کی ظلمت جو تھی — کافور گویا ہو گئی!
آنے سے اس کے بیگماں

وہ شاہ، وہ شاہِ شہاں — وہ خاتم پیغمبراں،
وہ جس کے آنے کی خبر — دیتے تھے موسیٰ پیشتر
وہ حکمرانِ بحر و بر — سمجھے ہیں اس کو راہبر
حور و ملک جن و بشر،

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — ابرِ کرم بحرِ سخا
مقبول و منظور خدا — وہ حسن کا اک دیوتا
لولاک تھا جس کو کہا

اللہ نے جس کے لئے — آیات سے تحفے دیئے
وہ جس کو ربِّ ذوالمنن — کہتا ہے خود محبوب من
میں کیا کہوں پھر اے چمن — وہ صاحب شق القمر
دیتے تھے موسیٰ پیشتر — وہ جس کے آنے کی خبر

جاہ و اقبال ہے

چودھری دتو رام صاحب کوثری

نئی نعت لکھوں، نیا سال ہے
کہ نوروز ہے جی بھی خوشحال ہے
خدا ہے محمدؐ ہے اور آل ہے
سوا ان کے جو کچھ ہے جنجال ہے

سمندِ قلم کی درم وصفِ شاہ
نئی ہے روش اور نئی چال ہے

رسائی ہے جس کی درِ شاہ پر
وہی صاحبِ جاہ و اقبال ہے
پیمبر کی انگلی کا ہے یہ نشاں
رُخِ مہ پہ سمجھا جسے خال ہے

ڈروں تیغِ آفت کے کیوں وار سے
کہ نامِ محمدؐ مری ڈھال ہے

غمِ دین و دنیا مجھے کچھ نہیں
ثنا خوانِ شہ فارغ البال ہے
نہیں کچھ مرے دل میں جُز شوقِ نعت
کہ ہر حسرت و حرص پامال ہے

میں عسرت میں لکھتا ہوں نعتِ نبیؐ
خدائے جہاں کا یہ افضال ہے

ورق چند ہیں نعت کے میرے پاس
یہی اپنی پونجی یہی مال ہے!
ہے پائے محمدؐ[1] سرِ دتو رام!
یہ نسبت مرا اوج پر دال[2] ہے

مدینے کے آنے لگے خواب روز
میاں کوثری نیک یہ فال ہے

---

[1] محمدؐ میں حرفِ دال آخر ہے اور دتو رام میں اوّل ہے

[2] دال۔ دلالت کنندہ۔ منہ۔

دیدار ہو جائے

جناب عرش ملسیانی بی اے

در محبوب پر سجدہ اگر اک بار ہو جائے
دلِ پُر آرزو سر چشمہ انوار ہو جائے

تجلی عام ہو اور وا درِ اسرار ہو جائے
جبینِ دل جو نقشِ آستانِ یار ہو جائے

کمالِ ضبط کی خاطر گوارا ہی نہیں مجھ کو!
کہ حرفِ آرزو شرمندۂ اظہار ہو جائے

میری کشتی ہے میں ہوں اور گردابِ محبت ہے
جو وہ ہو ناخدا میرا تو بیڑا پار ہو جائے

زہے شانِ براہیمی کہ نمرودوں کی دنیا میں
وہ جس آتش کو بھی کہہ دے وہی گلزار ہو جائے

جو وہ چاہے تو مجھ کو اک نظر سے زندگی بخشے
جو وہ چاہے تو بختِ خفتہ بھی بیدار ہو جائے

کرم اس کا ہے یا یہ معجزہ میرے تصور کا
جہاں کر لوں میں آنکھیں بند وہیں دیدار ہو جائے

ترے پینے کو روز آیا کرے گی عرشِ اعظم سے
مئے عشقِ محمد سے جو تو سرشار ہو جائے

تابِ جدائی

حضرت عرشؔ ملسیانی ایڈیٹر "آجکل"

معطر فضا، مست ساری خدائی صبا مشک افشاں مدینے سے آئی
غنیمت ہے قربِ نبی کی یہ صورت وگرنہ کہاں ہم میں تابِ جدائی
یہ اُمی پیمبر کا جوشِ فصاحت بشر کی یہ شانِ حقیقت نمائی
وہی نور، نور آفریں ہر جگہ ہے عرب میں ہوئی جس کی جلوہ نمائی
اُمیدِ شفاعت پہ جیتا رہا ہوں مری عمر بھر کی یہی ہے کمائی
چل اے عرشؔ ہو تو مدینے کا عازم نہیں راس دنیا کی ہنگامہ زائی

آسرا ہے

جناب شیام سندر صاحب باسیؔ کاشمیری

اے رہنمائے اعظم پیغمبرِ معظم
سب کے دلوں کے محرم تو خوب جانتا ہے
تیرا ہی آسرا ہے

ہے پاسبان دشمن ہر مہربان دشمن
سارا جہان دشمن دِل تجھ کو ڈھونڈتا ہے
تیرا ہی آسرا ہے

ادبار سے بچا لے! اِفکار سے چھڑا لے
اے دو جہان والے تو جانِ مدعا ہے
تیرا ہی آسرا ہے

آفات اور بلائیں! ڈر ہے کہ کھا نہ جائیں
دُکھڑا کسے سنائیں دِل تجھ کو ڈھونڈتا ہے
تیرا ہی آسرا ہے

محبوبِ خدا کے ساتھ ہے

چودھری دِتو رام صاحب کوثریؔ

کوثریؔ تنہا نہیں ہے مصطفےٰ[۲] کے ساتھ ہے
جو نبی کے ساتھ ہے وہ کبریا کے ساتھ ہے

کس لئے پھر درپئے آزار ہیں اشرارِ قوم
اُس کا کیا کریں گے جو خیرالورا کے ساتھ ہے

کچھ نہیں حسرتِ یدِ بیضا کی مجھ کو اے کلیم
ہاتھ اپنا دامنِ آلِ عبا کے ساتھ ہے

انکشافِ مدعا[۱] پیشِ احد میں کیا کروں
میمِ احمد ہے کہ جو میری دُعا کے ساتھ ہے

رحمۃ اللعالمیں کے حشر میں معنے کھلے
خلق ساری شافعِ روزِ جزا کے ساتھ ہے

لے کے دِتو رام کو حضرت گئے جنت میں جب
غل ہوا ہندو بھی محبوبِ خدا کے ساتھ ہے

---

[۱] دُعا میں پہلے میم ملانے سے مدعا بن جاتا ہے۔ میرا مدعا یہی ہے کہ میمِ احمد میری دعا کے ساتھ ہے۔

(کوثریؔ)

ثنائے احمد

لالہ تاراچند صاحب تارا لاھوری

ہیں جہاں میں گو بظاہر مائلِ زنّار ہم
دِل سے ہیں مفتونِ حسنِ احمد مختار ہم

لکھ رہے ہیں ہم دُرِ دندان احمدؐ کی ثنا
ڈھیر گوہر کا لگاتے ہیں سرِ بازار ہم

گر خدا کا دھیان ہے یا گاہ اسکے دوست کا
رہتے بیکاری میں بھی یارو نہیں بیکار ہم

اس تمنا میں درِ دیدہ سدا رہتے ہیں وا
شاہدِ مقصود کا دیکھیں کہیں دیدار ہم

یا الٰہی کشتیٔ رحمت تری درکار ہے
ورنہ ہو سکتے نہیں بحرِ الم سے پار ہم

گر مدینہ کی طرف جاوے تو لکھ بھیجیں وہاں
دامنِ بادِ صبا پر اپنا حالِ زار ہم!

خالِ رخسارِ نبی کی کیا صفت تارا لکھے
کہہ نہیں سکتے ہیں ہرگز نافۂ تاتار ہم

اِک عرب نے —
آدمی کا بول بالا کر دیا،

پنڈت ھری چند اختر ایم۔ اے دھلی

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اسکے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا؟
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم،
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا؟

کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو [illegible] کر دیا!
[illegible] میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
"اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"

یہ عالم نہ تھا

چودھری دتو رام صاحب کوثری

تھا مجھے عشقِ محمد جبکہ یہ عالم نہ تھا
بس خلا ہی تھا خلا حوا نہ تھی، آدم نہ تھا

چاند، سورج، آسماں، تارے، زمیں، دریا نہ تھے
گل نہ تھا، گلشن نہ تھا اور قطرۂ شبنم نہ تھا

انقلابِ دہر کا قانون تھا حرفِ فنا
تھی خوشی معدوم بالکل اور پیدا غم نہ تھا

دفترِ پیدائش و اموات بھی تو بند تھا
محفلِ شادی نہ تھی اور خانۂ ماتم نہ تھا

برہم و درہم مرقع تھا جہانِ ہیچ کا!
بادشہ کوئی نہ تھا اور سکہ و درہم نہ تھا

آب و آتش صنعتِ تحلیل میں محلول تھے
خاک میں یہ خاکساری اور ہوا میں دم نہ تھا

عاشق و معشوق کا رازِ محبت تھا نہاں
مونس و ہمدم نہ تھا اور آشنا محرم نہ تھا

کوثریؔ اس وقت بھی تھا مجھ کو عشقِ مصطفٰے
آجکل جیسا ہے عشق ایسا ہی تھا کچھ کم نہ تھا

احمدِ مختار دیکھو

(مہاراجہ شادؔ صاحب وزیرِ اعظم)

مدینے کو چلو، دربار دیکھو — رسول اللہ کی سرکار دیکھو

نظر آتی ہے واں شانِ خدائی — در و دیوار کے انوار دیکھو

نہ روکیں گے مجھے دربان کہ ہوں میں — غلامِ احمدِ مختار دیکھو

محمدؐ رحمۃ اللعالمیں ہیں — یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو

جدائی میں یہاں بے چین ہوں میں — مرے مولا مرے سردار دیکھو

مبارک مومنو ہو چاند تم کو — ہلالِ ابروئے خمدار دیکھو

اگر ہو دیکھنا وہ جلوہ دل میں — تو کر کے توبہ استغفار دیکھو

مسخر آپ کا عالم ہے سارا — فدا ہیں کافر و دیندار دیکھو

مدینہ کی ہوا جس دن سے کھائی — ہوا اچھا دلِ بیمار دیکھو

مدینے چل کے اک دن حضرتِ دل — شہِ کونین کا دربار دیکھو!

ستایا ہے بہت مجھ کو فلک نے — مرے آقا مرے غمخوار دیکھو

مجھے ہرگز نہ چھیڑو، واعظو تم — کرو مجھ سے نہ یوں تکرار دیکھو

مرے مذہب سے کیا تم کو سروکار — نہ یہ پوچھا کرو ہر بار دیکھو

اگر مومن ہوں یا کافر تمہیں کیا — مرا اللہ ہے غفار دیکھو

خدا کو جانتا ہوں دل سے واحد — کہ وحدت سے نہیں انکار دیکھو

فدا ہوں نامِ احمدِ مصطفیٰ پر — وہ بیشک ہیں مرے سردار دیکھو

کیا ادنیٰ سے اعلیٰ اس نے شادؔ
یہ شانِ حضرتِ جبار دیکھو

— پڑھو صلِّ علیٰ —

ہم مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

اودھے ناتھ صاحب نشترؔ لکھنوی

بنائے کن فکاں نورِ خدا کی بات کرتے ہیں
ادب کے ساتھ ختم الانبیاء کی بات کرتے ہیں

سلامی دیتی ہیں پلکیں نگاہیں جھوم جاتی ہیں
خوشی میں جب حبیب کبریا کی بات کرتے ہیں

غرض تسنیم و کوثر سے نہ ہم کو کام جنت سے
کہ ہم دِل سے محمدؐ مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

مٹائیں ظلمتیں جس نے، دکھائی راہِ حق جس نے
ہم اس نورِ خدا، اس رہنما کی بات کرتے ہیں

نہ کیوں حسنِ سخن پر ہوں ہماری رحمتیں صدقے
زباں کوثر سے دھو کر مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

ہمیں دوزخ کی کیا پرواہ، ہمیں کیوں ڈر ہو محشر کا
ہم عاصی شافعِ روزِ جزا کی بات کرتے ہیں

سلام اس ذاتِ عالی پر درود اس نورِ اقدس پر
پڑھو صلِّ علیٰ، ہم مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

یہ ہیں جن و بشر کیا شئے: خدا کے ہم زباں ہو کر
فرشتے بھی درِ خیر الوریٰ کی بات کرتے ہیں

وہ جس کے نور سے روشن ہیں یہ شام و سحر نشترؔ
اسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی بات کرتے ہیں

رحمت برستی ہے

مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب بہادر کے، سی
آئی۔ ای، وزیرِ اعظم حیدر آباد دکن

مدینہ میں خداوندا، عجب پر نور بستی ہے
جہاں ہر وقت اور ہر دم تری رحمت برستی ہے

سرورِ عشقِ احمد دل میں اور آنکھوں میں ہے ہر دم
یہ کیفیت ہماری ہے اسی نشہ کی مستی ہے

ترے رُتبے میں کس کو دخل ہے کیا کوئی دم مارے
جو محبوبِ خدا کا رتبہ پائے کس کی ہستی ہے

فقط اک دل کے دینے پر اگر وہ ہم کو ملجائے
خدا شاہد ہے یہ نعمت بڑی ارزاں ہے سستی ہے

جمالِ پاک پھر اپنا دکھا دو خواب میں مجھ کو!
طبیعت پھر زیارت کے لئے میری ترستی ہے

پڑے جس پر نظر تیری وہ کچھ کا کچھ ہی ہوجائے
کرے مستانہ اک عالم کو وہ آنکھوں میں مستی ہے

دربارِ رسالت

بابو شیام سندر صاحب باصی کاشمیری

دنیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے!
پیغامِ حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے

فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشمِ فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے
غارِ حرا سے نکلیں وہ نور کی شعاعیں
تاریک وادیوں کو پُر نور کر دیا ہے

سارے جہاں میں تم نے پیغمبرِ معظم
پیغامِ آخری کو مشہور کر دیا ہے
یثرب کی وادیوں کو باغِ ارم بنایا!
فاراں کو جس نے رشکِ صد طور کر دیا ہے

اک بار تو دیارِ یثرب کو دیکھ لیتا
پابندیِٔ جہاں نے مجبور کر دیا ہے
باصیؔ سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاری
جس نے گداگروں کو فغفور کر دیا ہے

ذکرِ احمدؐ نے غضب کا کیف پیدا کر دیا

نازِ عاشقِ رسولِ مداحِ پیمبر جناب لالہ امر چند صاحب قیس
جالندھری

کفر کے ظلمت کدہ میں نور پیدا کر دیا
آپ نے گویا اندھیرے میں اجالا کر دیا
شاہدِ حسنِ حقیقت کو تماشا کر دیا!
ہر تماشائی کو اک جلوے سے موسیٰ کر دیا
آنکھ کی پتلی کو اِک حیرت کا پتلا کر دیا
قصرِ کسریٰ آج کے دن ہو گیا تھا سرنگوں
مل گیا مٹی میں قیصر کی ضلالت کا جنوں!
ہو گیا باطل بتوں کی شان و عظمت کا فسوں
خنجرِ توحید سے بہنے لگا شرک کا خوں
کفر کو اسلام کے تیروں نے عنقا کر دیا
عیدِ میلادِ محمدؐ میکدہ بردوش ہے
مست ہے عابد بھی اور زاہد بھی عشرت کوش ہے
آج واعظ بھی ہے میکش شیخ بھی بیہوش ہے
بیخودی محفل کی محفل پی کے مدہوش ہے
ذکرِ احمدؐ نے غضب کا کیف پیدا کر دیا
کیا محبت کیا مروت کیا عطا اور کیا سخا
ہر ادا ہے دلکشا انداز اِک اِک جانفزا
حسنِ دلبر کے کرشمے ہیں غضب کے دلربا
چشمِ ساقی کیف میں تھی کس قدر معجز نما!

ہر نظر کو جس نے رشکِ موجِ صہبا کر دیا!

چھا گیا ابرِ کرم آ کر گل و گلزار پر

حسن نے کی جلوہ ریزی رنگ رگ و بار پر

نور کی بارش ہوئی ہر سو در و دیوار پر

گوہر الطاف برسے دامنِ کہسار پر!

آپ نے صحرا کو اک رحمت کا دریا کر دیا

آپ کی خاطر ہوئے پیدا زمیں و آسماں

آپ کی ہستی کا شاہد منظرِ کون و مکاں

آپ کی ذاتِ مقدس رحمتِ ہر دو جہاں

سر بسجدہ آپ کے در پر ہیں شاہانِ جہاں

آپ نے ذرے کو خود، ادنیٰ سے اعلےٰ کر دیا

جو حقیقت آشنا ہیں، جو ہیں حق سے باخبر

علمِ تاریخ و حوادث پر جو رکھتے ہیں نظر

جانتے ہیں عقل اور دانش سے جو ہیں بہرہ ور

دیکھنے والوں نے دیکھا ہو گیا ٹکڑے قمر،

آپ نے انگشت سے جس دم اشارا کر دیا

مردے زندہ ہو گئے تھے عیسیٰ اعجاز سے،

بول اٹھے مٹھی میں پتھر جب کی آواز سے

خود پہ حیراں ہو رہا تھا حسن کسی کے ناز سے

آپ کو خلوت میں بلوا کر عجب انداز سے

حق نے ہر رازِ حقیقت آشکار کر دیا

باعثِ صد ناز موجودات ہے جس کا وجود

جس کی ہستی کا کرشمہ ہے جہاں کی ہست و بود

گلشنِ عالم میں جس کے حسن کی ہے یہ نمود
بھیج اب اسے نعیمؔ اس پر جان و دل سے تو درود
گمرہوں کو جس نے منزل سے شناسا کر دیا

آسرا دیکھتے ہیں!

بابو روشن لعل صاحب نعیمؔ ڈیرہ غازی خان

ترے معجزے جو کہ تھے یا محمدؐ
انہیں برحق و برملا دیکھتے ہیں!
الٰہی تری یاد ہے دل میں ہر دم
ہم ہر گھر میں جلوہ ترا دیکھتے ہیں
گنہ گار ہیں بخشدے ہم کو یارب
ترا ہی فقط آسرا دیکھتے ہیں
ترے پاک پند و نصائح میں حضرت
ہم اک جوشِ صدق و صفا دیکھتے ہیں
طبیب آپ ہیں یا محمدؐ دلوں کے!
ہم اس در کو دارالشفا دیکھتے ہیں
ترا عشق ہے مومنوں کے دلوں میں
وہ ہر وقت شانِ خدا دیکھتے ہیں

شانِ مصطفےٰ

چاند بہاری لال صاحب صہبا ماتھر جے پوری

بول اگر روح الامیں بھی پاسبانِ مصطفےٰ!
رُک نہیں سکتے کسی سے عاشقانِ مصطفےٰ!

عیدِ میلاد النبی کی بزم ہے آراستہ
آج ہونا چاہیئے، اظہارِ شانِ مصطفےٰ!

سادگی تو دیکھیئے میری جبیں کی!
جھک گئی، عرشِ اعظم کو سمجھ کر آستانِ مصطفےٰ

کوئی سمجھا ہے نہ سمجھے گا، کلام پاک کو!
جس طرح سمجھے ہوئے ہیں عاشقانِ مصطفےٰ!

اب مرا دامن نہیں ہے دامنِ رحمت سے کم
آپڑی ہے اس پہ خاکِ آستانِ مصطفےٰ!

بادۂ توحید کا اک جام مجھ کو بھی تو دے
اے شب معراج والے میزبانِ مصطفےٰ!

ہم دکھا دیں گے تمہیں کعبہ ادھر آتا ہوا
جس طرف سجدہ کریں گے عاشقانِ مصطفےٰ!

آخر انساں ہے صہبا ۔ تو یہ ملائک کہتے ہیں
ہو نہیں سکتا بیانِ عز و شانِ مصطفےٰ!

رسالت مآب سے

حضرت عرش ملسیانی مدیر "آجکل"

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتسابِ نور اسی آفتاب سے

ذکرِ نبی کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے

سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰ پہ تو
ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے

کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتی نہیں!
اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے

کیفِ خیالِ شاہِ رسالت سے مست ہو
بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے

ہونا ہے عرش دولتِ دیں سے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر شہِ دیں کی جناب سے

اچھے کر چلے

منشی رام پرشاد صاحب کائستھ لکھنوی

ہائے اس مہماں سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے
بارِ عصیاں مفت ہم تو اپنے سر پہ دھر چلے

غور کر کے خوب دیکھا، کوئی بھی اپنا نہیں
خوابِ غفلت میں عبث ہم عمر ضائع کر چلے!

گو کہ ہوتا ہے وہی لکھا جو ہے تقدیر میں
ہر بشر کو چاہیئے کچھ کام اچھے کر چلے!

رام پرشاد ان کو جنت میں ملا جامِ طہور
تشنہ لب جویاں سے بہرِ ساقیٔ کوثر چلے

تاجدارِ دین و ایماں السلام

دانا بھگوان داس صاحب بھگوان

السلام اے شاہِ خوباں السلام
نازش و رشکِ حسیناں السلام

شہریارِ عالم حسن و جمال
تاجدارِ دیں و ایماں السلام

روئے تو آئینہ اسرارِ حق
رازدارِ سرِ یزداں السلام

مظہرِ انوارِ خالق روئے تو!!
جلوہ گاہِ نورِ رحماں السلام

محرمِ اسرارِ تخلیقِ جہاں
اے بنائے بزمِ امکاں السلام

ذاتِ تو سرمایۂ قلب و جگر!
جانِ شوق و روحِ ارماں السلام

عظمتِ اولادِ آدم ذاتِ تو
السلام اے فخرِ انساں السلام

ہشیار شو

محترمہ بوادتی (بی۔ڈی) صاحبہ اہلیہ سردار بوڑ سنگھ صاحب بیرامرتسر

وقتِ بیداری است اے دل زود کن بیدار شو،
دور کن اندازِ غفلت چابک و ہشیار شو،
خواہرانِ ملک اکنوں حامیانِ علم اند،
تو ہمیں بہرِ خدا کوشان و خدمت گار شو
فرقۂ نسواں چرا در ہند خواری و ذلیل
زود کن با حکمِ یزداں حاکم و سردار شو
آرزوئے جلوۂ دلدار گر بی۔ڈی تراست
عرض من دارم نثارِ احمدِ مختار شو!

جانِ محمدؐ

چودھری دِتو رام صاحب کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ — خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
کتب خانے کیے منسوخ سارے — کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں — غلامانِ غلامانِ محمدؐ
نبیؐ کا نطق ہے نطقِ الٰہی — کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ — یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ
علیؓ و فاطمہؓ، شبیرؓ و شبرؓ — بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثریؔ کیا مشغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

گدائے مصطفٰےؐ

از رشحاتِ قلم جناب پنڈت چرنجیو لال صاحب فانیؔ

ہے محمدؐ سے محبت کیا کروں ؟
کیا کروں ملنے کی صورت کیا کروں
میری جنت ہے مدینہ کی گلی
آرزوئے باغِ جنت کیا کروں
مجھ کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد
شکرِ نعمت، شکرِ رحمت کیا کروں !
میں ہوں اے فانیؔ گدائے مصطفٰےؐ !
اور اظہارِ عقیدت کیا کروں

صدقے

جناب پربھو دیال صاحب عاشق لکھنوی

فلک افلاک پر صدقے، زمیں پر نازنیں صدقے
جہاں کے خوبرو قرباں، زمانہ کے حسیں صدقے
زماں قرباں، زمیں صدقے، مکاں قرباں، مکیں صدقے
مرا دل ہی نہیں قرباں، مری جاں ہی نہیں صدقے
دو عالم آپ پر یا رحمۃ للعالمیں صدقے
چمن میں بلبلیں شیریں کلامی پر ہوئیں صدقے
رخِ پرنور پر زہرہ جبینانِ زمیں صدقے
نیاز و انکساری پر الہ العالمیں صدقے
لبِ جاں بخش کی باتوں پہ اک ہم ہی نہیں صدقے
کلیم اللہ صدقے، عیسیٰ گردوں نشیں صدقے

نعت

بابو کستوری پرشاد صاحب کستوری ایم اے ایل ایل بی رئیس اعظم باندا

قیامت کا منظر ہے میدانِ محشر — نگونسار بندے تمام آ رہے ہیں
شفاعت کو محشر میں داور سے سب کی — پیمبر علیہ السلام آ رہے ہیں
شہیدوں سے ملنے کو ساقیِ محشر — لئے ساتھ کوثر کے جام آ رہے ہیں
گرے زیست میں تھے جو اشکِ ندامت — فنا میں بہت اب وہ کام آ رہے ہیں

کسی کی نگاہِ کرم سے کستوری!
قوافی زباں پر تمام آ رہے ہیں

ہندی نعت

مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب شاؔد وزیر اعظم

من ابھلاکھ بڑھایو دیا

تہرے آئی ہوں در دوجا پر سیاں آج بھکارن ہو
منسا موری یہ ہے کہ چوکھٹ تہری مورا مسکن ہو...

من ابھلاکھ بڑھایو دیا

تن من واری سائیں پر اور دھن دولت سب تج دینی
لٹ چھٹکائے بھبوت ملے چودیس پھرت ہوں جوگن ہو،

من ابھلاکھ بڑھایو دیا

جب حشر کے دن ہم تم جائیں دربار میں اپنے مولا کے
شاؔد کی منسا یہ ہے ساجن تمرا ہاتھ میں دامن ہو...

من ابھلاکھ بڑھایو دیا

کھچا آنکھوں میں نقشہ والضحیٰ کا

جناب لالہ مدن لال صاحب ساحرؔ

بیاں کیا ہو جناب مصطفےٰ کا
یہاں دم بند ہے عقلِ رسا کا

نہیں ہے خوف کچھ روزِ جزا کا
وسیلہ ہے مجھے خیر الورا کا

نظر جب آ گئے گیسوئے مشکیں
کھچا آنکھوں میں نقشہ والضحےٰ کا

ہوئی ہے شان میں واللیل نازل
یہ ہے وصف آپ کی زلفِ دوتا کا

رکھے بندہ فقط مولا پہ تکیہ !
یہی مطلب ہے تسلیم و رضا کا

مدینہ کی زمیں ہو اور ساحرؔ
درِ والا پہ ہو مسکن گدا کا

آنکھوں میں بسا ہے مرے مولائے مدینہ

جناب لالہ سالک رام صاحب سالک

لے یگی مری جان تمنائے مدینہ..
مدت سے ہے اب وردِ زباں ہائے مدینہ

کیونکر نہ دل و جاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مرے مولائے مدینہ

ہر داغِ جگر میں ہے گلِ خلد کی خوشبو
جب سے ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ

کونین کی چیزوں سے مجھے کچھ نہیں بھاتا
جس دن سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ

جنت کی ہوس، خلد کی خواہش نہ رہے پھر
اکبار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ

حورانِ بہشتی سے وہ کیا آنکھ لڑائے
بھا جائے جسے شاہدِ زیبائے مدینہ

چھپ جائیں مہ و مہر ابھی ابر کے اندر
برق اپنی تجلی کی جو چمکائے مدینہ

سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک میں لگا لوں
ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ

نعت

جناب کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحرؔ، ڈی سی سنگرور (مشرقی پنجاب)

یہ سینہ اور یہ دل دوسرا معلوم ہوتا ہے!
کوئی پردوں میں دل کے آچھپا، معلوم ہوتا ہے

دلِ دیوانہ۔ یہ وقتِ دعا معلوم ہوتا ہے
حریمِ ناز کا پردہ اُٹھا۔ معلوم ہوتا ہے

مدینہ تک یہ پہنچ جائے، یہ پہنچ جائے تو مرجائے
یہی بیمارِ غم کا مدعا۔ معلوم ہوتا ہے

کوئی منزل ہو، کوئی آستاں ہو، کوئی محفل ہو
وہ نورِ سرمدی ہی جا بجا معلوم ہوتا ہے

وفورِ دردِ احساساتِ افسردہ، بتاؤں کیا
مجھے محسوس کیا ہوتا ہے۔ کیا معلوم ہوتا ہے

اجل آئے تو آئے، راحتوں کی ابتدا بن کر
مرض اب تا بحدِ انتہا معلوم ہوتا ہے

رسائی شمع تک کرتا ہے پروانہ شعاعوں سے
خدا کے نور سے یعنی خدا معلوم ہوتا ہے

سمٹ کر دو جہاں کی وسعتیں آئیں تخیل میں
تصورِ سرورِ لولاکؐ کا معلوم ہوتا ہے

سحرؔ کے لب با فراطِ ادب بے تابِ جنبش ہیں
سنو۔ صلِ علیٰ صلِ علیٰ معلوم ہوتا ہے

نعت

جناب پچھمنداس صاحب شائق امرت سر

برحق کہا "خدا ہے" رسولِ کریم نے
اعجاز ہی کیا ہے، رسولِ کریم نے

ارض و سما پہ چھا گئی ہے شانِ احمدی
لولاک کیا سنا ہے رسولِ کریم نے

ہے آشنائے ذاتِ احد پہ رگِ حیات
پیغام وہ دیا ہے رسولِ کریم نے

اللہ کا جلال و جمال اب ہے آشکارا
جلوہ نما کیا ہے رسولِ کریم نے

اُمّی پہ ہیں فصیح و بلیغ جہاں فدا
قرآن کیا لکھا ہے رسولِ کریم نے

ہل من مزید کہ کثرت فزا جواب
لاتقنطوا سنا ہے رسولِ کریم نے

عاصی پہ بابِ رحمتِ حق آپ وا کیا
دیکھا جو "رو رہا ہے" رسولِ کریم نے

منکر نکیر حشر میں تھے مجھ سے شرمسار
فرمایا "بے خطا ہے" رسولِ کریم نے

اللہ رے جناب کی ایمان فروزیاں
شائق بنا لیا ہے رسولِ کریم نے

جناب یوگندر پال صابرؔ

مظہرِ حسنِ ذات ہیں احمد
رحمتِ ہر حیات ہیں احمد

اپنے اور غیر میں نہیں تفریق
سرورِ کائنات ہیں احمد

پروفیسر پنڈت آنند موہن زتشی گلزار دہلوی

پرتوِ حسنِ ذات آئے تھے
پیکرِ التفات آئے تھے

کذب اور کفر کے مٹانے کو
سرورِ کائنات آئے تھے

ہرگوپال تفتہ تلمیذ حضرت غالب

چوں سرِ محشر ز محشر عرصہ بر خود تنگ دید!
تفتہ گریاں آمد و دامانِ پیغمبر گرفت

سرور کے سامنے

جنابِ اروڑا رائے صاحب راؔئے

تارے ہوں جیسے مہرِ منور کے سامنے
یوں انبیاء ہیں میرے پیمبر کے سامنے

تا تارِ مشک و نافہ و عنبر کروں نثار
حضرت کی ایک زلفِ معنبر کے سامنے

جبریل سا فرشتہ خدا سے پیام لے
آتا تھا روز احمد سرور کے سامنے

حضرتِ بلال عشقِ نبی میں فدا تھے یوں
بلبل ہو جس طرح سے گلِ تر کے سامنے

خالق سے آرزو ہے کہ جلدی ہی لے چلے
مجھ کو مزارِ ساقیٔ کوثر کے سامنے

حاصل مراد سب کی ہو از بہرِ مصطفےٰ
دستِ دعا اُٹھا، کہو قادر کے سامنے

فدائے احمدِ مختار ہم

جنابِ اروڑا رائے صاحب راؔئے

جان و دل سے ہیں فدائے احمدِ مختار ہم
دیکھئے دیکھیں گے اُس سرور کا کب دربار ہم

جلوۂ حسنِ نبی جاری ہے مثلِ بحرِ فیض
یا خدا پائیں گے کب اس سے درِ شہوار ہم

گیسوئے مشکینِ احمد سے ہو پُر جس کا دماغ!
کیوں نہ عقبےٰ میں رہیں گے اس کے خدمتگار ہم

مجھ کو اب خوفِ جہنم کا تو کچھ خطرہ نہیں
کیونکہ رکھتے ہیں رسول اللہ حامیٔ کار ہم

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ، رُکنِ دیں!
بیشک اِن چاروں سے کر سکتے نہیں انکار ہم

ہے پہنچ تری جہاں وہم و گماں پہنچا نہیں

پنڈت جگناتھ پرشاد صاحب آنند

دشتِ فاراں تک جو میرِ کارواں پہنچا نہیں
معرفت کی منزلوں تک وہ جواں پہنچا نہیں

ایک قطرہ مل سکا اس کو نہ جامِ عشق سے
تشنہ لب جو تا درِ پیرِ مغاں پہنچا نہیں

دل سلگتا ہی رہا فرقت میں ان کی عمر بھر
گنبدِ خضرا تلک لیکن دھواں پہنچا نہیں

مدحِ حسنِ مصطفےٰ ہے ایک بحرِ بیکراں
اسکے ساحل تک کوئی شیریں زباں پہنچا نہیں

نیک و بد کی ہے خبر تو واقفِ کونین ہے
ہے پہنچ تیری جہاں وہم و گماں پہنچا نہیں

کیا خطا ایسی ہوئی آنند جو محروم ہے
اب تک ان کے گوش تک شورِ فغاں پہنچا نہیں

نعت

ساحر ہوشیار پوری ایم اے (دہلی)

ہے زمانے بھر میں شہرہ اب مرے اشعار کا
ذکر ہے ان میں جنابِ احمدِ مختار کا

جسمِ خاکی میں نہاں اک مخزنِ تنویر ہے
ہے مرے دل میں تصور احمدِ مختار کا

اک زمانہ تک رہا ہے مجھکو کس تعظیم سے
ہے مری آنکھوں میں جلوہ سیدِ ابرار کا

خار بھی بڑھ کر مدینے کی گلی سے دل نواز
پھول سے خوش تر نظارہ ہے عرب کے خار کا

دھوم ہے سارے جہاں میں آپکی گفتار کی
اک زمانہ معتقد ہے آپ کے کردار کا

تاجوروں نے بھی جھکایا آپکے قدموں پہ سر
یہ بھی تھا اک معجزہ اخلاق کی تلوار کا

دولتِ دنیا کی اس زردار کو خواہش نہیں
مل گیا جس کو خزانہ آپ کے دیدار کا

طلبگارِ محمدؐ

(دلّو رام کوثری)

اللہ غنی رونقِ بازارِ محمدؐ ! معبودِ جہاں بھی ہے خریدارِ محمدؐ

میں کون ہوں کیا شے ہوں مری گنتی وہاں کیا جبریل سے ہیں خادمِ سرکارِ محمدؐ

ہے جنسِ معاصی کا صلہ نقد شفاعت زاہد سے رہا اچھا گنہگارِ محمدؐ

خالی کسی صورت میں بھی وہ جا نہیں سکتا بخشش کا جو امت سے ہے اقرارِ محمدؐ

سادات زمانے میں جہاں جاؤ وہاں ہیں کیا باغِ جہاں میں بسا گلزارِ محمدؐ

سنتا ہوں کہ کہتے ہیں یہی دیکھنے والے اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ

کچھ عشقِ پیمبر میں نہیں شرط مسلماں ہے کوثریؔ ہندو بھی طلبگارِ محمدؐ

تمہیں تو ہو

جناب عرش ملسیانی۔ دہلی

طوفانِ زندگی میں سہارا تمہیں تو ہو دریائے معرفت کا کنارا تمہیں تو ہو

ہاں ہاں تمہیں تو ہو دلِ عالم کے دلنواز دلدار و دل نشیں و دلآرا تمہیں تو ہو

دنیا کے غم رُبا ہو زمانے کے دردمند امت کے دل کے زخم کا چارا تمہیں تو ہو

لطفِ خدائے پاک شفاعت کے بھیس میں فیضِ عمیم کا وہ اشارہ تمہیں تو ہو

ملتی ہے تم سے ان کی نگاہوں کو روشنی دنیا و دیں کی آنکھ کا تارا تمہیں تو ہو

تم پر ہمیشہ مطلعِ عالم کو ناز ہے ! دمکتا ہے اوج پہ جو ستارا تمہیں تو ہو

جاتی ہے عرش تک یہ تمہارے ہی فیض سے
میری دعائے دل کا سہارا تمہیں تو ہو

چمن کی بہار ہے

علامہ پنڈت امرناتھ صاحب ساحر بی اے سابق ڈپٹی کلکٹر

میرا قلب مطلع نور ہے کہ حرم میں جلوہ یار ہے — دل و دیدہ محو نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے نہ غبار ہے

ترے جلووں کا تری رحمتوں کا حساب ہے نہ شمار ہے — کہ صفات کون و مکاں کی تری ذات پر ہی مدار ہے

ترا عشق ہستی شش جہت ترا حسن پیکر معرفت — اسے تو نے اپنا بنا لیا کہ ترا ہی قول و قرار ہے

ترے اولیا ترے انبیا جنہیں ہو حضور ہمت و — ترے نور کی ہیں تجلیاں تری ذات پہ نثار ہے

منور شاہ نظام دیں ترا حسن خسرو دلبراں — ترا جلوہ بزم بہشت ہے کہ ترے چمن کی بہار ہے

ترے صوت و حرف میں آ سکے جو دو کون میں نہ سما سکے

رگ جان تار بخستہ میں وہ چمن کی بہار ہے

محمد محمد

چودھری دلو رام صاحب کوثری

شہنشاہِ اعظم محمد محمد — رسولِ دو عالم محمد محمد

زباں کا یہی ہے اشارہ لبوں کو — کہیں مل کے باہم محمد محمد

بہنگامِ معراج چرچا یہی تھا! — فلک پر تھا پیہم محمد محمد

وہ ہے ابن آدم، وہ ہے فخر آدم — مکرم معظم محمد محمد

یہ دعوے سے کہتا ہوں سب کو سنا کر — خدا کا ہے محرم محمد محمد

اگرچہ نبی آخری ہے وہ لیکن! — ہے سب سے مقدم محمد محمد

ہے لازم کہ ہر ایک مسلم کہے یوں — نبی ہے مسلم محمد محمد

صلہ ہو یہی نعمت گوئی کا میری — خدا خوش ہو، خرم محمد محمد

الٰہی سر منہ میں جب تک زباں ہو — زباں پر ہو ہر دم محمد محمد

وظیفہ یہی کوثری جی ہے اپنا — جپا کرتے ہیں ہم محمد محمد

نعت

امر چند قیس جالندھری

یہ شان، یہ وقار ہے شایانِ مصطفےٰ — قرآں میں خدا ہے ثنا خوانِ مصطفےٰ

ہر بلبلِ چمن ہے ثنا خوانِ مصطفےٰ! — ہر گل ہزار دل سے ہے قربانِ مصطفےٰ

اونچی ہے شانِ منزلِ عرفانِ مصطفےٰ — قرآنِ پاک مطلعِ دیوانِ مصطفےٰ!

دونوں جہاں کی نعمتیں اسکو نصیب ہیں — جو خوانِ مصطفےٰ پہ ہے مہمانِ مصطفےٰ

مجھ کو طلب نہیں ہے کسی خضرِ راہ کی — جبتک ہے میرے ہاتھ میں دامانِ مصطفےٰ

سائل ہیں اسکے در پہ سلاطین باوقار — حاصل ہے جس کو رتبہ دربانِ مصطفےٰ

بادِ خزاں کہ بادِ مخالف چلے ہزار — پھولے پھلے گا نخلِ گلستانِ مصطفےٰ

دراصل ہے وہ لاکھ امیروں کا اک امیر — حاصل ہے جسکو دولتِ ایمانِ مصطفےٰ

محشر کے روز امتِ عاصی کی مغفرت — شایانِ مصطفےٰ ہے یہ ارمانِ مصطفےٰ

پڑھتا ہوں نعت جب تو یہ کہتے ہیں اہلِ دل — اے قیس تو ہے بلبلِ بستانِ مصطفےٰ

یہ ہی تو ہیں

منشی شنکر لال صاحب ساقی سہارنپوری

آپکو دیکھا ملک بولے کہ ہاں یہ ہی تو ہیں — احمدِ مرسل شہِ شاہنشہاں یہ ہی تو ہیں

معجزہ شق القمر کا دیکھکر کہتے تھے سب — باتیں جو انکے اسرارِ نہاں یہ ہی تو ہیں

مسجدِ معمور میں یہ چرچا تھا جن کو جبرئیل — آج کی شب جاکے لائے ہیں یہاں یہ ہی تو ہیں

آپکے اوصاف سنکر یوں لگے کہنے ملک — حشر میں جو بخشینگے امت کو اماں یہ ہی تو ہیں

تھا شبِ معراج نبیوں کی زباں پہ برملا — پیشوا و سرورِ پیغمبراں یہ ہی تو ہیں

کر کے سایہ حشر میں امت پہ فرمائینگے آپ — بخشدے یا رب مرے وابستگاں یہ ہی تو ہیں

قندِ پارسی

حضرت امرچند قیسؔ جالندھری (ہوشیارپور)

درآ مسلم! بہ بطحا تا شوی بے انتشار ایں جا!
سرورِ ایں جا، شکیب ایں جا، سکون ایں جا، قرار ایں جا
عقیدت کوش دربارِ محمدؐ باش، اے مومن
جمال ایں جا، ضیا ایں جا، نشاط ایں جا، بہار ایں جا
مراکوئے پیمبر خوش تر است از گلشنِ رضواں
دل ایں جا، روح ایں جا، زندگی ایں جا، مزار ایں جا
دلم رشکِ ارم گشتہ ز فیضِ الفتِ احمد
گل ایں جا، رنگ ایں جا، بوئے خوش ایں جا، بہار ایں جا
سرِ عجز و نیاز اے قیسؔ، منہ بر پائے محمدؐ
کمال ایں جا، عروج ایں جا، فروغ ایں جا، وقار ایں جا

نعت

ترے نام سے ابتدا ہو رہی ہے — تری یاد پر انتہا ہو رہی ہے
زبانِ پاک، مسرورِ دل، آنکھ روشن — جمالِ نبیؐ کی ثنا ہو رہی ہے
فدا ہو رہا ہے خدا خود نبیؐ پر! — نبیؐ پر خدائی فدا ہو رہی ہے
جبینِ جہاں، آستانِ محمدؐ — عقیدت کی یہ انتہا ہو رہی ہے
کرشمہ ہے شانِ کریمی کا شاید — کہ مجھ سے خطا پر خطا ہو رہی ہے
مرا سر ہے پائے پیمبر پہ ساحرؔ
نمازِ ارادت ادا ہو رہی ہے

زیرِ نگرانی

کُل پاکستان ترقیِ اردو، لائل پور شاخ،

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ

منظور سرمایہ	۲۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ روپے
جاری وادا سرمایہ	۱۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ روپے
محفوظ سرمایہ	۶۵,۰۰,۰۰۰ روپے

جمع رقم (۳۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء) ۵۰,۶۹,۵۷,۰۰۰ روپے

مشرقی ومغربی پاکستان میں ۲۰۰ شاخیں
بیرونی شاخ۔ لندن